عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۲۳ تا ۲۹ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۶ ستمبر ۲ اکتوبر ۹۷ | شمارہ نمبر ۱۸

محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اقبال اور قادیانیت

عقیدۂ حیات مسیح علیہ السلام

پیغمبرانہ پناہ گاہ

ربوہ

قادیانیوں کے سلسلہ ربوات کی عبرتناک داستان

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے اسباب

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا تاریخی دن

ختم نبوت انعام خداوندی اور امت اسلامیہ کا امتیاز

قیمت : ۵ روپے

کاروبار کی نیت سے حج کرنا

س...... ہر مسلمان پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے۔ موجودہ دور میں کچھ حضرات ایسے بھی ہیں جو تقریباً ہر سال حج پر جاتے ہیں اور صرف یہی نہیں کہ ہر سال حج پر جاتے ہیں بلکہ ان کا حج ایک قسم کا "کاروباری حج" ہوتا ہے کیونکہ یہ لوگ یہاں سے مختلف دوائیں اور دیگر سامان اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور سعودی عرب میں منافع کے ساتھ وہ چیزیں فروخت کردیتے ہیں۔ اسی طرح حج سے واپسی پر یہ لوگ وہاں سے ٹیپ ریکارڈر، وی سی آر اور کپڑا وغیرہ کثیر تعداد میں لاکر یہاں فروخت کردیتے ہیں۔ اس طرح حج کا فریضہ بھی ادا ہوتا ہے اور کاروبار بھی اپنی جگہ چلتا رہتا ہے؟ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ اس "کاروباری حج" کی دینی حیثیت کیا ہے؟ کیا ہر سال خود حج پر جانے سے بہتر یہ نہ ہوگا کہ اپنے کسی ایسے غریب رشتے دار کو اپنے خرچ پر حج کرادیا جائے جو حج کے اخراجات برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا؟

ج...... حج کے دوران کاروبار کی تو قرآن کریم نے اجازت دی ہے لیکن سفر حج سے مقصود ہی کاروبار ہو تو ظاہر ہے کہ اس کو اپنی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا۔ رہا یہ کہ اپنی جگہ دوسروں کو حج کرادیں یہ اپنے حوصلہ اور ذوق کی بات ہے، اس کی فضیلت میں تو کوئی شبہ نہیں مگر ہم کسی کو اس کا حکم نہیں دے سکتے۔

عورت پر حج کی فرضیت

س...... حج کیا صرف مردوں پر فرض ہے یا عورتوں پر بھی؟

ج...... عورت پر بھی فرض ہے جب کہ کوئی محرم میسر ہو اور اگر محرم میسر نہ ہو تو مرنے سے پہلے حج بدل کی وصیت کرے۔

منگنی شدہ لڑکی کا حج کو جانا

س...... اگر حج کی تیاری مکمل ہو اور لڑکی کی منگنی ہوجائے تو کیا وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حج نہیں کرسکتی؟

ج...... ضرور جاسکتی ہے۔

بیوہ حج کیسے کرے

س...... خاوند کا انتقال اگر ایسے وقت ہو کہ حج کے وقت تک اس کی عدت پوری نہ ہوتی ہو تو وہ حج کی بابت کیا کرے؟

ج...... عدت پوری ہونے سے پہلے حج کا سفر نہ کرے۔

بیٹی کی کمائی سے حج

س...... اگر بیٹی اپنی کمائی سے اپنی ماں کو حج کرانا چاہے تو کیا یہ جائز ہے جب کہ اس کے بیٹے اس قابل نہیں؟

ج...... بلاشبہ جائز ہے لیکن عورت کا محرم کے بغیر حج جائز نہیں، حرام ہے۔

حاملہ عورت کا حج

س...... کیا حاملہ عورت حج کرسکتی ہے؟ اگر وہ حج کرسکتی ہے تو کیا وہ بچہ یا بچی جو کہ اس کے بطن میں ہے اس کا بھی حج ہوگیا یا نہیں؟

ج...... حاملہ عورت حج کرسکتی ہے، پیٹ کے بچے کا حج نہیں ہوتا۔

استطاعت کے باوجود حج سے پہلے عمرہ کرنا

س...... واپسی کے بعد سے کچھ حالات مناسب نہیں رہے اور عرصہ تین سال گزرنے پر بھی بے روزگار ہوں ایک بزرگوار نے ایک خاص بات فرمائی ہے جس کے لئے آپ کی طرف رجوع کررہا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ عمرہ کی شرائط یہ ہیں کہ اول تو حج سے پہلے عمرہ جائز نہیں۔ اور اگر کرلیا جائے تو اسی سال حج کرنا لازم ہوجاتا ہے اگر نہیں کیا تو گناہگار ہوگا۔ اور اسی وجہ سے مجھے یہ پریشانی ہورہی ہے مہربانی فرماکر جواب مرحمت فرمائیں کہ عمرہ بغیر حج کے نہیں ہوسکتا میرے کہنے پر کہ حضور اکرمؐ نے کئی عمرہ فرمائے اور حج صرف ایک مرتبہ آخر میں فرمایا جس کو وہ بزرگوار نہیں مانتے کہ حضور اکرمؐ نے کوئی عمرہ فرمایا ہے؟

ج...... جس شخص کو ایام حج میں بیت اللہ تک پہنچنے اور حج تک وہاں رہنے کی طاقت ہو اس پر حج فرض ہوجاتا ہے اور یہ فرضیت اس پر ہمیشہ قائم رہتی ہے، اس لئے ایسے شخص کو جو صرف ایک بار بیت اللہ شریف تک پہنچنے کے وسائل رکھتا ہے، حج پر جانا چاہئے۔ عمرہ کے لئے سفر کرنا اور فرضیت کے باوجود حج نہ کرنا بہت غلط بات ہے، بہرحال آپ پر حج لازم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے پہلے حدیبیہ کے سال عمرہ کیا تھا۔ مگر کفار مکہ نے مکہ جانے نہیں دیا، اگلے سال عمرۃ القضا ادا فرمایا۔

نابالغ کا حج نفل ہوتا ہے

س...... میں حج کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں میرے ساتھ دو بچے عمر ۱۳ سال لڑکا، گیارہ سالہ لڑکی ہے، مجھے آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ میرے بچے چونکہ نابالغ ہیں اس لئے ان کا حج فرض ہوگا یا نفل؟

ج...... نابالغ کا حج نفل ہوتا ہے، بالغ ہونے کے بعد اگر ان کی استطاعت ہو تو ان پر حج فرض ہوگا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

KHATM-E-NUBUWWAT

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۱۸ — ۲۳ تا ۲۹ جمادی الاول ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۶ ستمبر تا ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۷ء — قیمت: ۵ روپے

اس شمارے میں

- پاکستان کے پچاس سال اور قادیانیت کی ریشہ دوانیاں ۴
- عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام.........(مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۶
- ختم نبوت انعام خداوندی اور امت اسلامیہ کا امتیاز (سید ابوالحسن علی ندوی) ۸
- پیغمبرانہ پناہ گاہ ربوہ؟..........(علامہ ڈاکٹر خالد محمود) ۱۱
- قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے اسباب.....(مفتی محمد جمیل خان) ۱۴
- علامہ اقبال اور قادیانیت........(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) ۱۷
- محبوب خدا.......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.....(حافظ محمد سعید اسعد) ۱۹
- مرزا قادیانی کے ۹۰ شاہکار جھوٹ.......(مولانا عبداللطیف مسعود) ۲۱
- قیام پاکستان کے مقاصد.........(مولانا محمد نذر عثمانی) ۲۲
- اخبار ختم نبوت..........(اہم اعلان صفحہ ۲۷) ۲۵

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و سیٹنگ

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE 0171-737-8199.

ناشر: عبدالرحمٰن باوا
طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: ۱۰۳، بزرٹہ لائن کراچی

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر رسالہ کی خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کردیا جائیگا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۶۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ ....۵....

پاکستان کے پچاس سال اور قادیانیت کی ریشہ دوانیاں

قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے متفقہ بل پیش ہوتے ہی چند دیگر اراکین نے بھی تائید کیلئے رابطہ قائم کرنا شروع کردیا۔ دستخطوں سے اندازہ ہو ہی گیا کہ حزب اختلاف کے علاوہ بھی بعض اراکین نے اس کی تائید کیلئے دستخط کئے۔ یہ صورت حال حکومت کیلئے پریشان کن تھی اور ادھر مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ نے اسمبلی میں اس بل کو منظور کرانے کیلئے اراکین سے رابطے قائم کرنے شروع کردیئے اور ان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اس مسئلہ کو سیاسی وابستگی سے نہ دیکھیں بلکہ اپنا اپنا اسلامی فریضہ سمجھ کر اس بارے میں اپنی رائے کو قائم کریں۔ یہی بات مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ نے اس وقت کے قائد ایوان جناب ذوالفقار علی بھٹو سے بھی کی اور اس سلسلے میں وزیر قانون حفیظ پیرزادہ صاحب (جو کہ اس وقت بھٹو صاحب کی ناک کے بال تھے) کو قائل کیا۔ ادھر عوامی دباؤ روز بروز بڑھتا جارہا تھا اور حکومت کی تمام تر کوششوں کے باوجود نہ اس کو دبایا جاسکا اور نہ ہی کم کیا جاسکا۔ بھٹو صاحب نے اس دوران کئی مرتبہ قوم کو بے وقوف بنانے کیلئے تقریروں اور جھوٹے وعدوں کے ذریعے بہلانے کی کوششیں کیں۔ دھمکیاں بھی دیں' قائدین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر غداری اور بغاوت کا مقدمہ چلانے کا بھی عندیہ دیا لیکن الحمدللہ مسلمان اور قائدین کسی دھمکی میں نہیں آئے اور تحریک کو پرامن جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ آخر کار بھٹو صاحب نے مجبور ہو کر یا کسی شاطرانہ چال کے پیش نظر قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی قرارداد پر بحث کرنے کا فیصلہ کرلیا اور قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دے دیا۔ ابتداء میں قومی اسمبلی میں بحث کیلئے تاخیری حربے اختیار کرنے کی کوشش کی گئی' لیکن قائدین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے عوامی دباؤ کے ذریعے ان کوششوں کو ناکام بنادیا۔ اور قومی اسمبلی میں بحث شروع ہوگئی' مفکر اسلام مولانا مفتی محمود' قائد جمعیت علماء پاکستان مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک' مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا عبدالستار خان نیازی' مولانا معین الدین لکھنوی' مولانا عبدالحکیم' مولانا ظفر احمد انصاری' پروفیسر غفور احمد اور دیگر اراکین اسمبلی نے بہت جانفشانی سے قومی اسمبلی کی اس کارروائی میں حصہ لیا۔ خاص کر مفکر اسلام مفتی محمود نے جس خوبصورت انداز میں اٹارنی جنرل جناب یحیٰی بختیار کے وساطت سے جو جرح کی وہ تاریخی حیثیت رکھتی ہے اور مستقبل کے ہر مورخ نے اس کو سنہری حروفوں سے محفوظ کیا ہے۔ قومی اسمبلی کی اس کارروائی میں علمی معاونت کیلئے عاشق رسول حضرت سید مولانا محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ایک بہترین ٹیم مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا محمد شریف جالندھری' مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا محمد تقی عثمانی' قاری سعید الرحمٰن' مولانا سمیع الحق' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری وغیرہ پر مشتمل اپنی قیادت میں تشکیل دی' دن کو یہ حضرات اسمبلی کی کارروائی دیکھتے اور رات کو اگلے دن کی جرح کیلئے مفتی محمود کے سوالات کی روشنی میں حوالہ جات تیار کرتے قومی اسمبلی میں مسلمانوں کا موقف پیش کرنے کیلئے ایک مقالہ تیار کیا گیا جس کا عنوان ملت اسلامیہ کا موقف اور عربی مؤقف الملتہ الاسلامیہ' ہوا اسے مفتی محمود نے قومی اسمبلی میں پیش کیا۔ قومی اسمبلی کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ کسی قرارداد پر بحث کے دوران مسئلہ سے متعلق افراد کو جرح کیلئے بلایا گیا ہو۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر اور لاہوری جماعت کے سربراہ صدرالدین کو قومی اسمبلی نے طلب کیا۔ مرزا

ناصر نے اپنا موقف پیش کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعوؤں سے انکار کرکے اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کا ایک ایک حوالہ پیش کرکے مرزا ناصر کے تمام دعوؤں کو غلط ثابت کیا۔ مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ نے مرزا ناصر سے سوال کیا کہ یہ اراکین اسمبلی تمہیں اور تمہارے مرزا قادیانی کو نہیں مانتے کیا یہ مسلمان ہیں؟ مرزا ناصر نے کہا کہ یہ مسلمان نہیں۔ اس جرح کے بعد ایسا رخ تبدیل ہوا کہ تمام اراکین اسمبلی جو معمولی سی بھی قادیانیت کے سلسلے میں مروت اور حمایت رکھتے تھے وہ بھی توبہ تائب ہوگئے تقریباً دو ماہ تک اسمبلی کا اجلاس مختلف اوقات میں چلتا رہا اور ۱۳ دن مرزا ناصر اور دو دن مرزا صدرالدین پر جرح ہوئی آخر ذوالفقار علی بھٹو نے ۷ ستمبر کی تاریخ فیصلے کے دن کیلئے مقرر کی۔ درمیانی مدت میں وزیر اعظم پاکستان نے قادیانیوں کے دباؤ اور غیر ملکی اثرات کے پیش نظر بہت زیادہ کوشش کی کہ کسی طرح اس مسئلہ کو ٹال دیا جائے۔ تحریک کسی طرح دب جائے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے۔ بھٹو صاحب کسی صورت میں کامیاب نہ ہوسکے۔ ایک دفعہ مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ کو بلایا اور دھمکیاں دینے کی کوشش کی' مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ سے ایک ملاقات کے دوران بھٹو نے کہا' مفتی صاحب بہت خون خرابہ ہوگا' حضرت مفتی صاحب نے کہا۔ بھٹو صاحب یہ مسئلہ حل نہیں کیا تو قوم بہت زیادہ مشتعل ہے' ہم نے بڑی مشکل سے قوم کو روکا ہوا ہے' علماء کرام نے فیصلہ کرلیا ہے کہ یا شہادت یا مسئلہ حل ہوگا۔ دوسرا کوئی فیصلہ قابل قبول نہیں' آپ کی مرضی' میں تو قوم کو بتا دیتا ہوں کہ بھٹو صاحب مسئلہ حل کرنے کیلئے تیار نہیں۔ بھٹو صاحب! ایک دم نرم پڑگئے اور کہا' ایسا غضب نہ کریں۔ میں مسئلہ حل کروں گا۔

ایک دفعہ شورش کاشمیری کو بھٹو صاحب نے بلا کر کہا کہ مسئلہ حل کرنے کی صورت میں میری جان کو خطرہ ہے۔ اب بھی کوئی راستہ نکالیں' شورش کاشمیری نے کہا۔ بھٹو صاحب فکر نہ کریں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر جان بھی چلی گئی تو اس سے زیادہ کیا سعادت ہوگی لیکن مسئلہ حل نہ ہونے کی صورت میں لاکھوں مسلمانوں کی جانوں کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ اس موقع پر شورش کاشمیری نے اپنی ٹوپی اتار کر بھٹو صاحب کے قدموں پر رکھ دی کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کو واسطہ دیتا ہوں کہ اس مسئلہ کو حل کردیں۔ حضرت اقدس مولانا بنوری صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بھی اسی قسم کی باتیں کہیں' اور حضرت بنوری رحمتہ اللہ علیہ نے بہت سختی سے۔ بھٹو صاحب کے موقف کو مسترد کردیا۔ حضرت اقدس مولانا بنوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۶ اور ۷ ستمبر کی رات ہم سب کے بڑی آزمائش کی رات تھی۔ عوام کا تاثر یہ تھا کہ بھٹو صاحب دباؤ میں آگئے ہیں اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا بلکہ راتوں رات تمام قائدین کو گرفتار کرلیا جائے گا۔ بعض قائدین کو نامعلوم مقام پر لے جا کر قتل کردیا جائے گا' بعضوں پر مقدمات چلائے جائیں گے اسی بنا پر تمام رہنماؤں نے فیصلہ کیا کہ کسی ایک جگہ قیام نہیں کیا جائے گا۔ تمام بڑے بڑے قائدین الگ الگ جگہ ٹھہرے۔ رات گزری اور کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی بلکہ صبح کے اخبارات کی شہ سرخیاں درج تھیں کہ آج قادیانیوں کے بارے میں حتمی فیصلہ کرلیا جائے گا۔

دس بجے قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا' وزیر قانون نے آئینی ترمیم کا بل پیش کیا اور پوری قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیت کے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بل پاس کیا۔ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کیلئے مسلمان نہیں۔

بیان اغراض و وجوہ جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے اس بل کا مقصد اسلامی جمہوری پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے کہ ہر وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔

اس طرح الحمدللہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیکر پہلی مرتبہ پاکستان میں قادیانیوں سے متعلق کوئی کارروائی کی گئی۔ اس اعتبار سے ۱۹۷۴ء کے سال کو تاریخی سال قرار دیا جاسکتا ہے کہ پاکستان کے پچاس سالہ دور میں یہ واحد سال ہے جس میں قادیانیوں سے متعلق کوئی کارروائی کی گئی۔

(.....جاری ہے.....)

(مدیر پیغام صلح کے جواب میں)

عقیدۂ حیات مسیح علیہ السلام

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مکرم و محترم جناب پروفیسر خلیل الرحمن صاحب!
زیدت عنایاتہم
میرے خط کا جواب
موصول ہوا اور میں نے بڑی دلچسپی سے اس کا مطالعہ کیا۔ جواباً" چند گزارشات پیش خدمت ہیں:

۱۔ میں نے عرض کیا تھا کہ کسی اسلامی عقیدہ کا ثبوت (۱) یا تو قرآن کریم سے ہو سکتا ہے (۲) یا حدیث متواترہ سے (۳) یا اجماع امت سے۔ اور یہ کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآن کریم، حدیث متواتر اور اجماع امت تینوں سے ثابت ہے۔ اس کے بعد میں نے ان تینوں کے حوالے علی الترتیب پیش کئے تھے جن کا انکار آپ نہیں کر سکے، مگر ان کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ "میرے لئے قرآن سے باہر کوئی دلیل منظور نہیں۔" گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متواتر ارشادات اور ائمہ ہدیٰ کے متفق علیہ و اجماعی عقائد کی آپ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں۔ آپ صرف قرآن کو مانتے ہیں اور اس کی تفسیر بھی صرف وہی جو آنجناب کے ذہن عالی میں آئے۔ اس کے علاوہ کوئی تفسیر آپ کے لئے قابل قبول نہیں خواہ وہ پوری امت کی متفقہ و مسلمہ ہو۔ اور خواہ وہ آپ کے "مامور من اللہ" کی تفسیر ہو۔

حیات عیسیٰ علیہ السلام کو تو قبول کیجئے یا نہ کیجئے، آپ کی اپنی صوابدید ہے، مگر یہ گزارش ضرور کروں گا کہ آپ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ سے گریز اختیار کرنے کا جو راستہ اپنایا ہے وہ بڑا ہی خطرناک راستہ ہے، اور اس کی وجوہ حسب ذیل ہیں:

اولاً": میں آپ کے سامنے قرآن کریم اور آپ کے مسلمہ مامور من اللہ کی الہامی تفسیر پیش کروں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات متواترہ کا حوالہ دوں، گزشتہ صدیوں کے اجماع سلف صالحین کو ذکر کروں اور آپ ہر ایک کے جواب میں "نامنظور" کا لفظ کہہ کر فارغ ہو جائیں تو انصاف سے کہئے کہ پھر میں کسی اسلامی عقیدہ کے ثبوت میں اور کیا پیش کروں؟

بقول سعدی۔

ہر کس کہ بہ قرآن و خبرزو نرہی
آنست جوابش کہ جوابش ندہی

ترجمہ: "جو شخص کہ قرآن و حدیث کا حوالہ دے کر بھی تم اس سے عہدہ برا نہ ہو سکو، اس کا جواب یہی ہے کہ اس کو جواب نہ دو۔"

ثانیاً": خود قرآن کریم کا ثبوت بھی تواتر سے ہے، اگر تواتر ہی آپ کے لئے "نامنظور" ہو تو قرآن کریم کا قطعی ثبوت آپ کس دلیل سے پیش کریں گے؟

ثالثاً": جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں "تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کے رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔" (ازالہ اوہام ص۵۵۶)

اور پھر تواتر سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ آنکھوں دیکھی چیز کی طرح قطعی اور بدیہی ہوتا ہے، اس میں کبھی کسی نادان بچے کو بھی شک نہیں ہوتا۔ مگر کتنے تعجب کی بات ہے کہ امت محمدیہ کے ثقہ اور امین لوگوں کے تواتر کو آپ حیات عیسیٰ علیہ السلام سے بچنے کے لئے "نامنظور" قرار دے رہے ہیں۔ انصاف فرمایئے کہ عقلاء کو آپ کے اس "نامنظور" کے بارے میں کیا رائے قائم کرنی چاہئے؟

رابعاً": آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متواتر ارشادات کو "نامنظور" قرار دے رہے ہیں۔ مگر جناب مرزا صاحب کی وصیت یہ ہے:
کیوں چھوڑتے ہو لوگو! نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۹)

آپ ائمہ اہل سنت کے اجماعی عقیدہ کو نامنظور کہہ کر مسترد کر رہے ہیں۔ مگر جناب مرزا صاحب کی تصریح یہ ہے کہ:
"وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجتماع (اجماع) تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے بے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔" (ایام الصلح ص۸۷)
"اور جس شخص نے اس شریعت میں ایک ذرہ کی کمی بیشی کی یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کیا اس پر خدا کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت" (انجام آتھم ص۱۴۴)

خامساً": اگر آپ قرآن سے باہر کوئی دلیل قبول نہیں کرتے تو آپ کے اور مسٹر غلام احمد پرویز کے مسلک میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ اہل قرآن بھی تو یہی نعرہ لگاتے ہیں کہ قرآن سے باہر کوئی دلیل اور ان کی خود تراشیدہ تفسیر کے سوا کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی تفسیر ان کے لئے لائق قبول نہیں بلکہ خوارج، جہمیہ، معتزلہ، باطنیہ وغیرہ سے لیکر دور حاضر کے پڑھے لکھے جاہلوں تک سب کا موقف یہی رہا ہے کہ سلف صالحین پر اعتماد نہ کیا جائے بلکہ جو کچھ اپنی عقل میں آئے اسی کو قرآن کے نام پر پیش کیا جائے۔

مجھے معاف کیجئے اگر میں گزارش کروں کہ ایمان کی حفاظت اور دین کی سلامتی کا واحد راستہ سلف صالحین کی اقتداء اور گزشتہ صدیوں کے ائمہ ہدیٰ کی پیروی ہے' اور یہ میری اختراعی رائے نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مجددین امت کی یہی وصیت ہے۔ اس لئے ہمیں کسی عقیدہ کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کرنے کے لئے یہ دیکھنا ہوگا کہ صحابہ و تابعین اور سلف صالحین کا عقیدہ کیا تھا؟ انہوں نے قرآن کریم اور ارشادات نبویہ کا کیا مطلب سمجھا تھا؟ پس جبکہ میں نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت قرآن کریم اور حدیث متواتر سے پیش کرنے کے ساتھ یہ بھی ثابت کردیا تھا کہ تیرہ سو سال سے تمام اکابر امت کا عقیدہ بھی یہی چلا آتا ہے تو اس کے بعد آنجناب کا یہ کہنا قطعاً" قرین انصاف نہیں کہ آپ نہ تو قرآن کریم سے باہر کوئی دلیل قبول کرنے کے لئے تیار ہیں نہ کسی اصول اور ضابطے کی پابندی کے لئے آمادہ ہیں۔ کیونکہ آنجناب کے اس ارشاد کا مطلب تو یہ ہے کہ آپ سے پہلے کسی نے قرآن کریم کو نہیں سمجھا۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے' نہ صحابہ و تابعین نے' نہ ائمہ مجددین نے' بلکہ یہ سب کے سب نعوذباللہ فہم قرآن سے عاری اور اپنی انکل پچو رائے کے پیرو تھے۔ یہاں میں آنجناب کو امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا ایک فقرہ یاد دلاؤں گا:

"جماعۃ کہ ایں اکابردین را اصحاب رائے میدانند اگر ایں اعتقاد دارند کہ ایشاناں بہ رائے خود حکم میکردند و متابعت کتاب و سنت نمے نمودند پس سواد اعظم از اہل اسلام بزعم فاسد ایشاں ضال و مبتدع باشند بلکہ از جرگہ اہل اسلام بیروں بوند۔ ایں اعتقاد نکند مگر جاہلے کہ از جہل خود بے خبراست یا زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است" (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم' مکتوب ۵۵ ص ۱۵۵ ج ۲)

ترجمہ: "جو لوگ ان اکابر دین کو "اصحاب رائے" سمجھتے ہیں اگر وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ حضرات اپنی رائے سے حکم کرتے تھے اور کتاب و سنت کی پیروی نہیں کرتے تھے تو مسلمانوں کا سواد اعظم ان کے زعم فاسد کے مطابق گمراہ اور بدعتی ٹھہرے گا بلکہ اہل اسلام کی جماعت ہی سے خارج ہوگا۔ ایسا نظریہ یا تو اس جاہل کا ہوسکتا ہے جو اپنی جہالت سے بے خبر ہو' یا اسے زندیق کا' جس کا مقصود دین اسلام کے ایک حصہ کو باطل ٹھہرانا ہو۔"

۲۔ میں نے سب سے پہلے عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر قرآن کی آیت اور اس کے ذیل میں جناب مرزا صاحب کی الہامی تفسیر پیش کی تھی اور لکھا تھا کہ یہ آیت ہمارے زیر بحث عقیدہ میں قطعی الثبوت بھی ہے اور قطعی الدلالت بھی۔ اور خدا تعالیٰ کی قطعی پیشگوئی پر ایمان لانے میں پس و پیش کرنا کسی مومن کا شیوہ نہیں۔ آنجناب نے اس کا جو جواب دیا ہے وہ میرے لئے سرمایہ صد حیرت ہے۔ آنجناب لکھتے ہیں:

"آپ یہ بھول گئے ہیں کہ براہین احمدیہ حصہ چہارم ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا راز آپ پر (یعنی مرزا صاحب پر) ۱۸۹۰ء میں اس الہام کے ذریعہ منکشف ہوا: "مسیح بن مریم فوت ہوگیا ہے و **جعلنا ک المسیح بن مریم۔**" اس کے مدنظر آپ نے ۱۸۹۱ء میں دعویٰ مسیح موعود تک قرآن کریم کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی اطلاع کو جانچا اور پرکھا' جب آپ کو یقین ہوگیا کہ قرآن کریم وفات مسیح کی تصدیق کرتا ہے تو آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے وفات مسیح کے عقیدہ کی تائید میں قرآن کریم سے ۳۰ آیات پیش کیں۔ جو ازالہ اوہام میں بالتفصیل مذکور ہیں۔ اس لئے آپ کو (یعنی راقم الحروف کو) چاہئے تھا کہ آپ ۱۸۹۱ء کے بعد کوئی تفسیر پیش کرتے جس میں سے حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ درباره حیات مسیح مستنبط ہوسکتا۔"

میں صفائی سے عرض کردینا چاہتا ہوں کہ میں آپ کے اس جواب کو آنجناب ایسے بالغ نظر پروفیسر کی شان سے قطعاً" فروتر سمجھتا ہوں۔ غالباً" آنجناب نے مندرجہ ذیل امور پر توجہ نہیں فرمائی:

اول: سب سے پہلے تو "وفات مسیح" کو ایک راز کہنا ہی سائنسی دنیا میں ایک نیا انکشاف کہلانے کا مستحق ہے۔ جو مسئلہ بقول آپ کے قرآن کریم کی تیس آیتوں میں صراحتاً" بیان کیا گیا۔ کیا اسے "راز" کہنا علم و عقل سے انصاف ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ وضو کا مسئلہ قرآن کریم کی صرف دو آیتوں میں بیان کیا گیا ہے' کیا آپ دنیا کے کسی عاقل کا نام بتاسکتے ہیں جو بقائمی ہوش و حواس وضو کو ایک "راز" سمجھتا ہو؟

دوم: پھر اس "راز" کے لئے الہام کی کیا ضرورت تھی' کیونکہ مرزا صاحب سے پہلے جناب سرسید احمد خان بہادر کی نیچریت اس راز کا افشاء کرچکی تھی' اور جناب حکیم نور دین' جناب مولوی عبدالکریم' جناب محمد احسن امروہوی......... وغیرہ سرسید کی تقلید میں وفات مسیح کی منادی کررہے تھے۔ سرسید کے نیچری نظریات کے زیر اثر جس مسئلہ کا اخبارات و رسائل میں غلغلہ بلند تھا اسے نہ تو "راز" کہنا صحیح ہے نہ اس کے "انکشاف" کے لئے الہام کی احتیاج۔

سوم: ایک طرف امت کا اجماعی عقیدہ تھا کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں' دوسری طرف سر سید اور اس کے رفقاء کا نیچری عقیدہ تھا کہ مسیح مرگیا' میں اس حالت میں بقول آپ کے مرزا

باقی صفحہ ۱۲ پر

تحریر: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

ختمِ نبوّت انعامِ خداوندی اور اُمّتِ اسلامیہ کا امتیاز

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدالمرسلین خاتم النبیین محمد والہ وصحبہ اجمعین

ختم نبوت انعام خداوندی اور امت اسلامیہ کا امتیاز ہے:

یہ عقیدہ کہ دین مکمل ہو چکا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں' اور یہ کہ اسلام خدا کا آخری پیغام اور زندگی کا مکمل نظام ہے' ایک انعام خداوندی اور موہبت الٰہی ہے' جس کو خدا نے اس امت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک واضح اور صریح اعلان قرآن مجید کی حسب ذیل آیت ہے:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (سورۃ احزاب آیت ۴۰)

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں' البتہ اللہ کے رسول ہیں اور (سب) نبیوں کے ختم پر ہیں۔"

خاتَم اور خاتِم دونوں کے معنی لغت میں آخر کے ہیں

خاتمھم وخاتمھم ای اخرھم (لسان العرب)

خاتم النبیین ای اخرھم (تاج العروس فی شرح القاموس)

خاتم النبیین وخاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تممھا بمجیئہ (مفردات راغب اصفہانی)

ھو الذی ختم النبوۃ بمجیئہ (تاج العروس)

خاتم النبیین ای اخر الانبیاء (کشاف)

والمعنی انہ لانبی احد بعدہ (بحر)

خاتم النبیین بفتح التاء ای اخرھم (معالم التنزیل)

ھذہ الایۃ نص فی انہ لانبی بعدہ فبذلک وردت الاحادیث المتواترہ عن رسول اللہ عن جماعۃ من الصحابۃ (تفسیر ابن کثیر)

ختم نبوت یعنی ذات محمدی پر ہر قسم کی نبوت کا ختم ہو جانا امت کا اجماعی عقیدہ ہے' اور جو اجرار نبوت کا اب بھی قائل ہے' اہل تحقیق نے تصریح کردی ہے کہ اجماع امت سے زندیق بلکہ مرتد ہے۔

لفظ خاتم میں دو قرائتیں ہیں' امام حسن اور عاصم کی قرات خاتم بفتح التاء ہے اور دوسرے ائمہ قرات خاتم بکسر التاء پڑھتے ہیں حاصل معنی دونوں کا ایک ہی ہے' یعنی انبیاء کو ختم کرنے والے' کیونکہ خاتم خواہ بکسر التاء ہو یا بفتح التاء دونوں کے معنی آخر کے ہی آتے ہیں اور مہر کے معنی میں بھی یہ دونوں لفظ استعمال ہوتے ہیں' اور نتیجہ دوسرے معنی کا بھی وہی آخر کے معنی ہوتے ہیں مہر کیونکہ کسی چیز پر بند کرنے کے لئے آخر ہی میں کی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری پیغمبر ہونا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا دنیا میں مبعوث نہ ہونا اور ہر مدعی نبوت کا کافر و کاذب ہونا ایسا مسئلہ ہے جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک ہر دور کے مسلمانوں کا اجماع و اتفاق رہا ہے۔

ایک یہودی عالم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اس پر بڑے رشک اور حسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ قرآن کی ایک آیت ہے جس کو آپ لوگ پڑھتے رہتے ہیں' اگر وہ ہم یہودیوں کی کتاب میں نازل ہوئی ہوتی اور ہم سے متعلق ہوتی تو ہم اس دن کو جس میں یہ آیت نازل ہوئی ہے' اپنا قومی تہوار اور یوم جشن بنالیتے ہیں کہ ان کی مراد سورہ مائدہ کی اس آیت:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"

ترجمہ: "آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور تمہارے لئے دین صرف اسلام کو منظور فرما کر راضی ہو چکا ہوں۔"

سے تھی جس میں ختم نبوت اور تکمیل نعمت کا اعلان کیا گیا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس نعمت کی جلالت و عظمت اور اس اعلان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا' صرف اتنا فرمایا کہ ہمیں کسی نئے یوم مسرت اور تہوار کی ضرورت نہیں۔ یہ آیت خود ایسے موقع پر نازل ہوئی ہے جو اسلام کا ایک عظیم الشان اجتماع اور عبادت کا دن ہے اس موقع پر دو عیدیں جمع تھیں' یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) اور روز جمعہ

روایت صحیح بخاری' کتب صحاح و سنن' حدیث کے الفاظ مسند احمد بن حنبل کے ہیں' حدیث مذکور حسب ذیل ہے

جاء رجل من الیھود الی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال لہ یا امیر المومنین انکم تقرئون ایۃ فی کتابکم لو علینا معشر الیھود نزلت لاتخذنا فلک

اليوم عيدا" قال: واي اية؟ فقال قوله: اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي فقال عمر رضي الله تعالى عنه والله اني لاعلم اليوم الذي نزلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم والساعة التي نزلت فيها على رسول الله صلى الله عليه وسلم عشية عرفة يوم جمعة

ذہنی انتشار سے حفاظت:

اس عقیدہ نے اسلام کو انتشار سے پیدا کرنے والی اور ملت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والی ان تحریکات اور دعوتوں کا شکار ہونے سے بچایا جو تاریخ اسلام کی طویل مدت اور عالم اسلام کے وسیع ترین رقبہ میں وقتاً" فوقتاً" سر اٹھاتی رہی ہیں اسی عقیدہ کا فیض تھا کہ اسلام ان مدعیان نبوت اور محرفین دین کا بازیچہ اطفال بننے سے محفوظ رہا۔ جو تاریخ کے مختلف وقتوں اور عالم اسلام کے مختلف گوشوں میں پیدا ہوتے رہے۔ "ختم نبوت" کے اسی حصار کے اندر یہ ملت ان مدعیوں کی دست برد اور یورش سے محفوظ رہی جو اس ڈھانچ کو بدل کر ایک نیا ڈھانچہ بنانا چاہتے تھے۔ اور وہ ان تمام سازشوں اور خطرناک حملوں کا مقابلہ کرسکے جن سے کسی پیغمبر کی امت اس سے پہلے محفوظ نہیں رہی اور اتنے طویل عرصے تک اس کی دینی اور اعتقادی وحدت اور یکسانی قائم رہی۔ اگر یہ عقیدہ اور یہ حصار نہ ہوتا تو یہ امت واحدہ ایسی صدہا امتوں میں تقسیم ہوجاتی جن میں سے ہر امت کا روحانی مرکز الگ ہوتا' علمی و تہذیبی سرچشمہ الگ ہوتا" ہر ایک کی الگ تاریخ ہوتی' ہر ایک کے الگ اسلاف اور مذہبی پیشوا اور مقتدا ہوتے' ہر ایک کا الگ ماضی ہوتا۔

ختم نبوت زندگی اور تمدن پر احسان:

عقیدہ ختم نبوت درحقیقت نوع انسانی کے لئے ایک شرف و امتیاز ہے' وہ اس بات کا اعلان ہے کہ نوع انسانی سن بلوغ کو پہنچ گئی ہے اور اس میں یہ لیاقت پیدا ہوگئی ہے کہ وہ خدا کے آخری پیغام کو قبول کرے' اب انسانی معاشرہ کو کسی نئی وحی' کسی نئے آسمانی پیغام کی ضرورت نہیں۔ اس عقیدہ سے انسان کے اندر خود اعتمادی کی روح پیدا ہوتی ہے' اس کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دین اپنے نقطہ عروج کو پہنچ چکا ہے اور اب دنیا کو اس سے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں' اب دنیا کو نئی وحی کے لئے آسمان کی طرف دیکھنے کے بجائے خدا کی پیدا کی ہوئی طاقتوں سے فائدہ اٹھانے اور خدا کے نازل کئے ہوئے دین و اخلاق کے بنیادی اصولوں پر زندگی کی تنظیم کے لئے زمین کی طرف اور اپنی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔

عقیدہ ختم نبوت انسان کو پیچھے کی طرف لے جانے کے بجائے آگے کی طرف لے جاتا ہے' وہ انسان کے سامنے اپنی طاقتوں کو صرف کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے' وہ انسان کو اپنی جدوجہد کا حقیقی میدان اور رخ بتاتا ہے۔ اگر ختم نبوت کا عقیدہ نہ ہو تو انسان ہمیشہ تذبذب و بے اعتمادی کے عالم میں رہے گا' وہ ہمیشہ زمین کی طرف دیکھنے کے بجائے آسمان کی طرف دیکھے گا' وہ ہمیشہ اپنے مستقبل کی طرف سے غیر مطمئن اور متشکک رہے گا۔ اس کو ہر مرتبہ ہر نیا شخص یہ بتلائے گا کہ گلشن انسانیت اور روضہ آدم ابھی تک ناکمل تھا' اب وہ برگ و بار سے کمل ہوگا ہے' ملاحظہ ہو مرزا صاحب کا شعر۔

روضہ آدم کہ تھا وہ ناکمل اب تک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوگا کہ جب اس وقت تک ناکمل رہا تو آئندہ کی کیا ضمانت ہے؟ اسی طرح وہ بجائے اس کی آبیاری اور اس کے پھلوں اور پھولوں سے متمتع ہونے کے نئے باغبان کا منتظر رہے گا جو اس کو برگ و بار سے تکمیل کرے۔

علامہ اقبال ؒ نے یہ حکیمانہ و مبصرانہ بات کہی ہے کہ "دین و شریعت کی بقاء تو کتاب و سنت سے ہے" لیکن امت کی بقاء ختم نبوت کے عقیدہ سے وابستہ ہے' اور یہ امت جب ہی ایک امت ہے جب تک وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتی ہے' اور یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ علامہ محمد اقبال کا مقالہ بجواب مضمون پنڈت جواہر لال نہرو ملاحظہ ہو۔ *Islam & Ahmadis Muslim*

قادیانیت کی جسارت اور جدت:

اسلام کے خلاف وقتاً" فوقتاً" جو تحریکیں اٹھیں ان میں قادیانیت کو خاص امتیاز حاصل ہے' وہ تحریکیں یا تو اسلام کے نظام حکومت کے خلاف تھیں یا شریعت اسلامی کے خلاف لیکن قادیانیت درحقیقت نبوت محمدیؐ کے خلاف ایک سازش ہے' وہ اسلام کی ابدیت اور امت کی وحدت کو چیلنج ہے اس نے ختم نبوت سے انکار کرکے اس سرحدی خط کو بھی عبور کرلیا۔ جو اس امت کو دوسری امتوں سے ممتاز و منفصل کرتا ہے' اور جو کسی مملکت کے حدود کو حاجز اور حد فاصل بنانے کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال نے اپنے ایک انگریزی مضمون میں جو ہندوستان کے مشہور اخبار "اسٹیٹس مین" میں شائع ہوا تھا' بڑی خوبی سے قادیانیت کی اس جسارت اور جدت کو واضح کیا ہے' وہ فرماتے ہیں:

"اسلام لازماً" ایک دینی جماعت ہے' جس کے حدود مقرر ہیں' یعنی وحدت الوہیت پر ایمان' انبیاء پر ایمان اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان' دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے' اور اس امر کے

لئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟ مثلاً" برہمو سماج والے خدا پر یقین رکھتے ہیں' اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا' کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں' اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے' جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کرسکا' ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً" جھٹلایا۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہے اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مرہون منت ہے' میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں' یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں' یا ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔ (حرف اقبال "قادیانیت تحلیل و تجزیہ")

یہ دین چونکہ آخری عالمگیر دین ہے اور یہ امت آخری اور عالمگیر امت ہے' اس لئے یہ بالکل قدرتی بات ہے کہ دنیا کے مختلف انسانوں اور مختلف زمانوں سے اس امت کا واسطہ رہے گا' اور ایسی کشمکش کا اس کا مقابلہ کرنا ہوگا جو کسی دوسری امت کو دنیا کی تاریخ میں پیش نہیں آئی' اس امت کو جو زمانہ دیا گیا ہے وہ سب سے زیادہ پراز تغیرات اور پراز انقلابات ہے اور اس کے حالات میں جتنا تنوع ہے وہ تاریخ کے کسی گزشتہ دور میں نظر نہیں آتا۔

اسلام کی بقاء اور تسلسل کیلئے غیبی انتظامات:

ماحول کے اثرات کا مقابلہ کرنے کے لئے اور مکان و زمان کی تبدیلیوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے دو انتظامات فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی کامل و مکمل اور زندہ تعلیمات عطا فرمائی ہیں جو ہر کشمکش اور ہر تبدیلی کا بآسانی مقابلہ کرسکتی ہیں' اور ان میں ہر زمانہ کے مسائل و مشکلات کو حل کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے' دوسرے اس نے اس کا ذمہ لیا ہے (اور اس وقت تک کی تاریخ اس کی شہادت دیتی ہے) کہ وہ اس دین کو ہر دور میں ایسے زندہ اشخاص عطا فرماتا رہے گا جو ان تعلیمات کو زندگی میں منتقل کرتے رہیں گے۔ اور مجموعاً" یا انفراداً" اس دین کو تازہ اور اس امت کو سرگرم عمل رکھیں گے۔ اس دین میں ایسے اشخاص کے پیدا کرنے کی جو صلاحیت اور طاقت ہے اس کا اس سے پہلے کسی دین سے اظہار نہیں ہوا' اور یہ امت تاریخ عالم میں جیسی مردم خیز ثابت ہوئی ہے' دنیا کی قوموں اور امتوں میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی' یہ محض اتفاقی بات نہیں ہے بلکہ انتظام خداوندی ہے کہ جس دور میں جس صلاحیت و قوت کے آدمی کی ضرورت' اور زہر کو جس تریاق کی حاجت تھی وہ اس امت کو عطا ہوا۔ ان محافظین دین اور مجددین و مصلحین کی نمایاں شخصیتوں' ان کے نام اور کام کو جاننے کے لئے راقم کی کتاب "تاریخ دعوت و عزیمت" ا تا ۵ کا مطالعہ کافی ہوگا۔

ادیان سابقہ میں دعویداران نبوت کی کثرت:

یہودی اور مسیحی تاریخ کو پڑھنے والا اس بات کو صاف طریقہ پر دیکھتا ہے' کہ مدعیان نبوت کا کثرت سے پیدا ہونا یہودی دنیا کے لئے اپنے حلقہ اثر میں اور مسیحی دنیا کے لئے اپنے حلقہ اثر میں ایک عظیم الشان آزمائش اور فتنہ بنا ہوا تھا' یہ ان کے لئے ایک زبردست بحران (Crisis) اور ایک اہم مسئلہ (Problem) کی حیثیت رکھتا ہے' راقم کو سب سے پہلے اس کی طرف توجہ علامہ اقبال (اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند فرمائے) کی تحریر سے منعطف ہوئی کہ انہوں نے یہ بصیرت افروز اور عمیق نکتہ لکھا ہے کہ ختم نبوت اس امت کا طرہ امتیاز اور اس کے حق میں نعمت عظمیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ عظیم الشان نعمت عطا فرمائی ہے کہ ختم نبوت کا مختتم اعلان کردیا' گویا انسانوں کو یہ بتایا کہ اب تمہیں بار بار وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف دیکھنا نہیں ہے اب زمین کی طرف دیکھو' اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں زمین کو (جس میں تم خلیفۃ اللہ فی الارض) بنائے گئے ہو' آباد کرنے اور اپنی صلاحیتوں سے انسانوں کو قسمت بدلنے' سہولت بہم پہنچانے اور ان کے لئے وہ ماحول مہیا کرنے میں صرف کرو جو ان کو نجات اخروی اور سعادت دنیوی کے حصول میں معاون ہو۔ اب تم اپنی توانائی اس میں ضائع نہ کرو کہ ہر تھوڑے وقفہ کے بعد آسمان کی طرف دیکھو کہ کوئی نیا نبی تو نہیں آرہا ہے' کوئی نیا الہام تو نہیں ہورہا ہے؟ آسمان سے براہ راست کوئی نئی رہنمائی ہونے والی ہے؟ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ختم نبوت ایک ایسی نعمت ہے جس نے اس امت کو انتشار' ذہنی کشمکش اور جعل سازوں کی سازشوں کا شکار ہونے سے بچالیا تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو علامہ اقبال" کے مدراس کے لیکچرز (Reconstruction of Religious Thought in Islam) راقم نے اسی روشنی میں یہودیت اور مسیحیت کی تاریخ براہ راست پڑھنی شروع کی تو

اس نے دیکھا کہ یہودی اور مسیحی علماء سر پکڑ کر (اور اس میں مبالغہ یا غلط بیانی نہیں) رو رہے ہیں' اور اس پریشانی کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہم کیا کریں؟ عجیب مصیبت ہے روز ایک نیا مدعی نبوت پیدا ہوتا ہے اس کو صادق و کاذب ثابت کرنے کے لئے کوئی پیمانہ چاہئے اور وہ بھی ایسا ہونا چاہئے کہ جو سب کی سمجھ میں آئے۔ ہماری طاقت اور ذہانت اسی میں صرف ہو رہی ہے کہ ہم یہ ثابت کریں کہ فلاں جعلی مدعی نبوت ہے' فلاں دجال و کذاب ہے' صدیوں تک یہودی اور مسیحی دنیا اس آزمائش میں مبتلا رہی ہے۔

یہاں معتبر یہودی و عیسائی ماخذ کے صرف دو اقتباس پیش کئے جاتے ہیں' امریکہ' برطانی' جیوش ہسٹاریکل سوسائٹی کا ایک فاضل رکن البرٹ ایم (Albert M. Saymson) سائنس انسائیکلو پیڈیا مذاہب و اخلاق میں لکھا ہے:

"یہودی حکومت کی آزادی سلب ہو جانے کے بعد پچھلی چند نسلوں تک بہت سے خودساختہ مسیحاؤں کا ذکر یہودی تاریخ میں ملتا ہے' جلاوطنی کے تاریک ترین زمانوں میں امیدوار خوشخبری کے یہ پیغامبر' خودساختہ قائدین کی حیثیت سے یہود کو ان کے وطن (جہاں سے ان کے آباؤ اجداد نکال باہر کئے گئے تھے) واپس لے جانے کی امیدیں دلاتے رہتے تھے' اکثر اوقات اور خصوصاً" قدیم زمانہ میں ایسے "مسیح" ان مقامات پر اور ایسے زمانہ میں پیدا ہوتے تھے' جہاں یہود پر ظلم و ستم انتہاء کو پہنچ جاتا تھا' اور اس کے خلاف بغاوت کے آثار پیدا ہو جاتے تھے اس قسم کی تحریکیں عموماً" سیاسی نوعیت کی حامل ہوا کرتی تھیں خصوصاً" بعد کے زمانہ میں تو تقریباً" ہر تحریک کا یہی رنگ تھا' اگرچہ یہ تحریکیں مذہبی عنصر سے کم عاری ہوا کرتی تھیں لیکن اکثر ان کے بانی بدعات کو فروغ دے کر اپنی سیاست کا دائرہ اور اثر و رسوخ بڑھانے کی کوشش کرتے تھے جس کے نتیجہ میں یہودیت کی اصل تعلیمات کو بہت نقصان پہنچتا تھا۔ نئے نئے فرقے جنم لیتے اور پھر بالآخر عیسائیت یا اسلام میں ضم ہو جاتے تھے۔"

(Encyclopedia Of Religions & Ethics)

مدرسہ دینیات میں یونانی' رومی اور مشرقی کلیسا کی تاریخ کے پروفیسر ہارٹ فورڈ مسیحیت کو پیش آنے والے اس ابتلاء کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ان جھوٹے نبیوں کے ظہور نے جو ماورائی حکمت (Superior Wisdom) کے مدعی ہوتے تھے بہت جلد بے اعتمادی پیدا کردی اور کلیساؤں اور ان کے رہنماؤں کو اس خطرہ کا احساس دلایا جو ان کی فلاح و بہبود کے گرد منڈلا رہا تھا۔ تاہم ابھی کوئی ایسا تادیبی طریقہ وجود میں نہیں آیا تھا جو جانا پہچانا بھی ہوتا' اور ان مکاروں کا زور بھی ختم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو' جنہیں یہ دعویٰ تھا کہ خدا ان سے کلام کرتا ہے اور ان پر بذریعہ وحی اپنے رازہائے سربستہ منکشف کرتا ہے' ابھی تک ایسا کوئی معیار نہیں دریافت ہو پایا تھا جس کے ذریعہ ان مدعیان روحانیت کی صداقت کا امتحان لیا جاسکتا۔ ایسی معیار کا دریافت ہونا قطعاً" ضروری تھا اور اگر یہ دریافت نہ بھی ہوتا تو بھی کلیسا اس کی تخلیق کرکے رہتا تاکہ اس کے ذریعہ مذہب کو بنیادی اصولوں میں انتشار اور زندگی کو الحاد کے راستہ پر جا پڑنے سے بچاسکے' اور اس طرح خود اپنی حفاظت کا انتظام کرسکے۔"

Encyclopedia of Religions & Ethics

(Vol. X p. 383)

○

بقیہ: اسباب

غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت سے لیکر آج تک کے تمام مسلمان جن کی تعداد الحمدللہ اب ایک ارب بیس کروڑ سے تجاوز کرچکی ہے۔ متفقہ طور پر مذہبی بنیاد پر عقیدہ ختم نبوت کے انکار' جھوٹے دعویٰ نبوت' انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین' اپنے آپ کو انبیاء کرام سے افضل قرار دینے' صحابہ کرام کی توہین' اہل بیت کی تنقیص' قرآن کریم کی تحریف کی وجہ سے کافر گردانتی ہے۔ اسی بناء پر علامہ اقبال نے آج سے کئی برس قبل یہ رائے دی تھی۔

"میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریقہ کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی رواداری سے کام لے گا جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔" (حرف اقبال)

بقیہ: عقیدہ حیات مسیح

صاحب کو وفات مسیح کا الہام ہوتا ہے اور وہ امت کے اجماعی عقیدہ سے انحراف کرکے قرآن میں وفات مسیح کا گمشدہ راز ڈھونڈنے لگتے ہیں۔ بالآخر ان پر یہ انکشاف ہوتا ہے کہ قرآن کی تیس آیتیں وفات مسیح کی تصریح کرتی ہیں۔ آپ کی یہ تقریر جناب مرزا صاحب کے بارے میں بے حد بدظنی پیدا کرتی ہے' اور ان کی حیثیت کو یکسر مشکوک بنادیتی ہے' کیونکہ ایک غیر جانبدار یہ کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کا الہام اور اس سے پیدا شدہ نظریات و دعاوی سرسید کے افکار کی صدائے بازگشت تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب مرزا صاحب کو سب سے پہلے انہی لوگوں نے قبول کیا ہے جو سرسید کے غالی معتقد تھے' وہاں نیچریت پر عقلیت کا غلبہ تھا اور یہاں کشف و الہام کا ویٹو پروہ۔

○

پیغمبرانہ پناہ گاہ ربوہ؟

حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ

قادیانیوں کے سلسلہ ربوات کی عبرتناک داستان

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی.....امابعد

اللہ تعالیٰ کے پیغمبر جب دنیا میں آتے ہیں تو انہیں چاروں طرف سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے' طاغوتی طاقتیں ان کے لئے ہر آن ایک نئی مصیبت بنتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بھیجے ہوئے انسانوں کی نصرت فرماتے ہیں اور اس کے رسولوں کو غلبہ مل کر رہتا ہے اللہ تعالیٰ کا انہیں ایسا سہارا ملتا ہے کہ باطل کے ریلے پر اٹھا جھاگ آخر ناپید ہو جاتا ہے اور جو چیز انسانوں کیلئے نفع مند رہے بقاء اسی کو ملتی ہے آسمانی نوشتے کبھی غلط نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں سے کئے وعدے کبھی غلط نہیں کرتا **فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذوانتقام**(پ ۱۳ ابراہیم ۴۷)

ترجمہ: "سو آپ خیال نہ کریں کہ اللہ اپنے رسولوں سے کئے وعدے کا خلاف کرے گا بیشک اللہ زبردست ہے انتقام لینے والا"

مرزا غلام احمد نے ہندوستان میں جب نبوت کا دعویٰ کیا اور مسلمانان ہند نے تیرہ صدیوں کی یہ نامانوس صدا سنی تو جہاں یہ آواز مسلمانان ہند کیلئے ایک زبردست فتنے کا الارم تھا وہاں محمد کے بروز کا یہ اشتعال انگیز دعوے مرزا غلام احمد کیلئے بھی کوئی کم خطرہ نہ تھا یہ ایک ایسا جرم ہے کہ اگر اس کا مدعی پہلے مسلمان تھا اور اب دیوانہ نہیں تو اس کی سزا باتفاق فقہاء اسلام موت ہے۔ مایوسیوں کے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں مرزا غلام احمد نے اعلان کیا کہ میری پناہ گاہ سلطنت برطانیہ ہے **جعل لی السلطنہ البرطانیہ ربوہ امن وراحہ ومستقرا حسنا فالحمدللہ**(حقیقت الوحی ص ۲۶۸)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے میرے لئے سلطنت برطانیہ کو ربوہ امن و راحت کی (پناہ گاہ) بنایا ہے اور یہ ٹھہرنے کی اچھی جگہ ہے اور اس پر خدا کی حمد و ثناء ہے

اور مرزا غلام احمد نے یہ بھی کہا کہ:

اعلموا ایھا الاخوان اننا قد نجونا من ایدی الظالمین فی ظل دولہ ھذہ المملکہ.... التی نضرنا فی حکومتھا کنضارہ الارض من ایام التھتان(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۱۷)

(ترجمہ) اے بھائیو جانو کہ ہم نے ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کے سائے میں ظالموں کے ہاتھوں نجات پائی ہے ہم اس حکومت کے سایہ میں اس طرح سرسبز ہوتے جیسے زمین موسم بہار میں سرسبز ہوتی ہے

اور پھر اس نے یہ بھی کہا:

ولو لا ھیبہ سیف سلہ عدل سلطنہ البرطانیہ لحث الناس علی سفک دمی(دافع الوساوس ص ۱۸)

(ترجمہ) اور اس تلوار کی ہیبت نہ ہوتی جو سلطنت برطانیہ نے سونت رکھی ہے تو لوگ میرا خون کر دیتے

خدا کا یہ وعدہ کیسا رہا؟

انگریزوں کو جب ہندوستان سے نکلنا پڑا اور ہندوؤں اور سکھوں نے قتل و غارت کا بازار گرم کیا تو مرزا غلام احمد کے پیرو بھی قادیان میں نہ رہ سکے اور انہیں بھی اس طرح وہاں سے نکلنا پڑا جس طرح مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کو امرتسر چھوڑنا پڑا۔ ذہن میں سوال ابھرتا ہے کہ خدا کا مرزا غلام احمد سے کیا یہ وعدہ کہ سلطنت برطانیہ اس کی پناہ گاہ رہے گی کہاں گیا؟

بات دراصل یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے جب یہ اعلان کیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت برطانیہ کو میرا ربوہ بنایا ہے اس وقت اسے علم نہ تھا ایک دن آئے گا کہ انگریزوں کو اس ملک سے جانا پڑے گا اور اس بے بسی میں جانا ہو گا کہ گورداسپور کو بھی اپنے ماتحت نہ رکھ سکیں گے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ بیشک مرزا غلام احمد کو اس کا علم نہ تھا لیکن کیا مرزا غلام احمد کے خدا کو بھی اس کا علم تھا یا نہیں؟ جس نے یہ سہارا دیا تھا؟

وہ منظر کتنا رقت آمیز تھا جب مرزا محمود اور چودھری ظفراللہ خان اس وقت کے گورنر پنجاب گلینی کو ملے تھے اور وعدے یاد دلائے تھے جو ملکہ وکٹوریہ نے ان سے کئے تھے اور جارج ششم کے بعد تک ان پر عمل درآمد ہوتا رہا اور مسٹر گلینی (Glaney) نے اپنی بے بسی اور معذرت ظاہر کی تھی۔ مرزا محمود زبان حال سے یہ گنگناتے ہوئے اس طرح نکلے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

عمر بھر کا سہارا ہو تو ہو
چار دن کا سہارا نہیں

اور پھر مرزا محمود نے چودھری ظفراللہ سے کہا کہ ہم بے سہارا ہو گئے ہیں اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ پاکستان چلے جائیں جب

انگریز دوبارہ یہاں آجائیں گے تو ہم بھی اپنے ربوہ میں آئیں گے۔ پھر مرزا محمود مسلمان فوجوں کی پناہ میں قادیان سے نکلے اور لاہور آئے۔ اس سفر میں مرزا محمود مسلمان فوجوں کی بہت آؤ بھگت کررہے تھے۔ مولانا ظفر علی خان مرحوم نے جب یہ منظر دیکھا تو بے ساختہ کہہ اٹھے۔

ذریہ البغایا کل تک تھا نام جن کا
آج ان کی چاپلوسی کیوں ہوگئی ضروری

مرزا محمود کا ایک نیا استدلال

اب جب مرزا محمود پاکستان میں آگئے تو جھٹ ایک استدلال کیا کہ پیغمبروں کیلئے ہجرت ایک ضروری مرحلہ ہے مرزا غلام احمد اپنی زندگی میں ہجرت نہ کرسکا اب ہم اس کی طرف سے یہ ذمہ داری ادا کررہے ہیں دوسرے مسلمانوں کیلئے تو یہ ایک سیاسی عمل ہے لیکن ہمارے لئے یہ ایک دینی تقاضا تھا جو ہمارے یہاں آنے سے پورا ہوگیا۔

قادیانیوں کا دوسرا ربوہ

مرزا غلام احمد کا دعوے شروع سے مسیح موعود ہونے کا رہا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ میں عیسٰی بن مریم ناصری نہیں ہوں اس کا مثیل ہوں اور صرف اس جہت سے مجھے عیسٰی بن مریم کہا گیا ہے۔ حضرت عیسٰی بن مریم جب اپنی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھ نکلے تھے تو ایک ٹیلے پر ٹھہرے تھے یہ ایک بڑی شاداب جگہ تھی اور سامنے ستھرا پانی بہہ رہا تھا ٹیلے کو عربی میں ربوہ کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

وآوینھما الی ربوۃ ذات قرار و معین(پ ۱۸ المومنون ۵۰)

ترجمہ: "اور ہم نے ماں بیٹے کو ٹھکانہ دیا ایک ٹیلے پر جہاں ٹھہرنے کی جگہ تھی اور صاف پانی بہہ رہا تھا"

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ جس طرح اس مسیح کیلئے ایک ربوہ تھا جہاں اسے پناہ ملی اسی طرح اس مثیل مسیح کیلئے بھی ایک ربوہ ہے اسے بھی ہندوستان سے نکلنے کے بعد ایک پہاڑی علاقے میں پناہ مل گئی جہاں آگے دریائے چناب چل رہا ہے۔ سو اس طرح ضلع جھنگ کی یہ سرزمین قادیانیوں کا ربوہ بنی۔ مرزا محمود نے اس حصہ زمین کا نام ربوہ رکھا اور اسے اپنی جماعت کیلئے ایک خدائی پناہ گاہ قرار دیا۔ مرزا محمود نے اپنے اس اعلان پر جب یہ آیت پڑھی **وآوینھما الی ربوۃ** تو سارے قادیانی شرشار تھے جھوم جھوم اٹھے اور انہیں یقین ہوگیا کہ اب ہمیں یہاں سے نکلنا نہ ہوگا۔ جب پناہ دینے والا خدا ہو تو پھر کون ہے جو کسی کو یہاں سے نکال سکے۔ یہ جگہ (ربوہ ضلع جھنگ) کچھ دیر تک مرزا محمود کیلئے پناہ گاہ رہی ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت اٹھی تو مرزا محمود نے اپنی جماعت سے کہا کہ فکر نہ کریں خدا کی طرف سے ہم اس پناہ گاہ میں لائے گئے ہیں یہاں ہم خدا کی حفاظت کے پہرے میں ہیں۔ پھر جب مرزا ناصر کا دور آیا اور اس نے بھی اپنے مرنے کیلئے اپنے بہشتی مقبرے کو چنا' پھر مرزا طاہر کا دور آیا اور جب اسے اسلم قریشی کے اغواء کے شبہ میں گرفتاری کا اندیشہ ہوا تو وہ راتوں رات اس پناہ گاہ سے نکلا اور اب یہ جگہ بھی اس کے لئے ربوہ (پناہ گاہ) نہ رہی۔

قادیانیوں کا تیسرا ربوہ

مرزا طاہر کو اب لندن میں پناہ ملی ہے اور وہ اب یہاں اپنے سلسلے کا چوتھا سربراہ بنا اپنا کام کررہا ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ جگہ کب تک اس کا مستقر رہے گی؟ آسمانی سربراہ جب ہجرت کرتے ہیں تو وہ کسی آزاد علاقے کا رخ کرتے ہیں جہاں وہ ایک آزاد سربراہ کے طور پر رہ سکیں بنی اسرائیل نے جب مصر سے ہجرت کی تو کس لئے؟ اس لئے کہ وہ ایک ایسی جگہ رہیں جہاں ان کی دینی سربراہی ہو۔ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کی تو کس لئے؟ اس لئے کہ آپ وہاں ایک آزاد اسلامی سربراہ کے طور پر ایک اسلامی ریاست قائم کریں دوسروں کے دباؤ سے نکلنا اسی لئے تو ہوتا ہے کہ دوسری جگہ آزادی ملے۔ یہ قادیانی سلسلہ ربوات کیا ہے کہ یہ سب غلامی کے سائبان ہیں جو یکے بعد دیگرے چلے آرہے ہیں۔ پہلے قادیان میں انگریزوں کی غلامی کا طوق تھا پھر پاکستان میں مسلمانوں کی ماتحتی اور غلامی' اور اب لندن میں پھر انگریزوں کی غلامی' کیا مرزا غلام احمد' مرزا بشیر الدین محمود' مرزا ناصر اور مرزا طاہر ہی وہ حرماں نصیب لوگ ہیں کہ آزادی کا ایک سانس ان کی قسمت میں نہیں۔ ان سے تو اسلم قریشی لاکھ درجے اچھے رہے ہیں کہ اتنے مراحل گزرنے کے بعد بھی وہ ایک آزاد سلطنت کے آزاد شہری ہیں۔ **فاعتبروا یا الی الابصار**

مولوی محمد علی لاہوری کا ربوہ

قادیانیوں میں مرزا بشیر الدین کی سربراہی زیر بحث آئی تو مولوی محمد علی لاہوری' خواجہ کمال الدین' مرزا بشیر الدین کے سربراہ بننے کے خلاف تھے مگر جب مرزا بشیر الدین محمود جماعت کی امارت کو خاندانی وراثت بنانے میں کامیاب ہوا تو مولوی محمد علی نے اپنا مستقر لاہور کو بنایا اور لاہور سے "پیغام صلح" جاری کیا اس گروہ کے قادیانی لاہوری کہلاتے ہیں۔ قادیان سے مرزا بشیر الدین محمود اور مولوی محمد علی دونوں نکلے مولوی محمد علی پہلے نکلے اور مرزا محمود ۴۷ء میں' ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے ان دونوں فرقوں کو قانون اور دستور کی رو سے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ برطانیہ میں لاہوری جماعت کا ربوہ مسجد ووکنگ تھی قادیانیوں کو یہاں سے بھی نکلنا پڑا اور یہاں انگریزی حکومت بھی ان کے لئے پناہ گاہ نہ بن سکی۔ قادیانیوں نے ایک بیان میں کشمیر کو بھی اپنا ربوہ بنایا ہے اس پر ہم تبصرے کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

**

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا تاریخی دن

مفتی محمد جمیل خان

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے اسباب

قسط نمبر ۱

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء پاکستان کے مسلمانوں کے لئے خصوصی طور پر اور عالم اسلام کے ایک ارب بیس کروڑ مسلمانوں کے لئے عمومی طور پر ایک یادگار اور تاریخی دن کی حیثیت رکھتا ہے جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت کا برملا اعلان کرکے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیکر وہ تاریخی فیصلہ کیا جس نے دور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ کردی۔ قومی اسمبلی نے یہ تاریخی فیصلہ آناً فاناً کرایا یا اس کے پس منظر میں ایک بہت بڑی کارروائی اور ایک بہت بڑی تحریک اور ایک بڑا مطالبہ تھا۔ اس سوال کے جواب کے لئے ایک طویل مدت کی تاریخ کا جائزہ لینا ہوگا۔ یہ فیصلہ ایسے ہی نہیں ہوگیا۔ قربانیوں اور جہد مسلسل کے ایک مستقل عمل کے بعد قوم کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا۔ اس کا اگر تفصیل سے جائزہ لیا جائے تو ہزاروں صفحات بھی ناکافی ہوں۔

کسی بھی فیصلہ پر پہنچنے کے لئے موجودہ دور میں تین راستے اختیار کئے جاتے ہیں۔ سب سے پہلا راستہ مذہب کا راستہ ہے، مغرب اور دیگر ممالک نے اگرچہ اس راستہ کو چھوڑ دیا ہے اور ان کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں لیکن اسلام میں سب سے زیادہ مذہب اور اس کے فیصلے کی اہمیت ہے۔ اگر پوری دنیا کے تمام اہل عقل و دانش ایک طرف ہوجائیں اور اسلامی حکم ایک طرف تو مسلمان کے لئے اسلامی حکم کی حیثیت مقدم ہے اور اس کے فیصلے کا مدار اسی حکم پر ہوگا۔ اسی کو قرآن مجید میں اس انداز میں واضح کیا گیا ہے۔

"کسی مومن مرد اور عورت کو اس بات کا اختیار نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی فیصلہ کردیں تو وہ اس میں کوئی پس و پیش کریں۔"

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی اور ایک مسلمان کسی مسئلے کا فیصلہ کرانے کے لئے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس یہودی نے کہا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے تھے اور آپ نے جو فیصلہ فرمایا اس کو اس مسلمان نے قبول نہیں کیا اور کہا کہ چلو عمر کے پاس فیصلہ کراتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اچھا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں، اندر تشریف لے گئے اور تلوار لاکر اس مسلمان کا سر قلم کردیا اور کہا کہ جو مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا اس کا فیصلہ عمر کی تلوار کرتی ہے۔" قرآن کریم کی آیت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سے واضح ہوا کہ مذہبی اور شرعی حکم کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ اور شرعی فیصلہ کو یا تسلیم کرنا پڑتا ہے یا مذہب اور دین سے روگردانی کی سزا کا مستحق ہوجاتا ہے۔

دوسرا طریقہ آج کا جو فیصلہ کے لئے رائج ہے وہ پارلیمنٹ اور قومی اسمبلی کا راستہ ہے۔ عوام کے نمائندوں کو جمہوری طریقہ حکومت میں یہ اختیار دیا گیا ہے وہ جو فیصلہ کثرت رائے یا دو تہائی اکثریت سے کریں گے اس کی حیثیت قانون کی ہوگی اور اس کو تسلیم کرنا پوری قوم کے لئے ضروری ہوگا۔

تیسرا طریقہ عدالت کا ہے۔ عدلیہ کو نچلی سطح سے لیکر اوپر کی سطح تک ایک ضابطہ اور قانون دے دیا جاتا ہے جس کی روشنی میں وہ جو فیصلہ کرے اس کی حیثیت قانون کی بن جاتی ہے، حکومتوں اور عوام دونوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس قانون کی پاسداری کریں اور اس پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں۔

چوتھا طریقہ عوامی رائے کا ہے، کسی خطے یا ملک کی اکثریتی آبادی اگر کسی فیصلہ کے خلاف متفق ہوجائے یا کسی رائے سے اتفاق کرے تو دنیا کے تمام قوانین کے مطابق اس رائے کا احترام کیا جاتا ہے اور اس رائے کے مطابق فیصلہ کو یقینی بنانے کے لئے طریقہ کار مقرر کیا جاتا ہے۔

ان چاروں طریقہ کار کی روشنی میں ہم قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلہ کا تجزیہ کرتے ہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب تک اپنے آپ کو مناظر اسلام کی حیثیت سے پیش کیا۔ علماء کرام نے اس کی تائید کی اور کسی صورت میں ان کے خلاف کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے اس کی ذات یا مشن پر فرق پڑتا ہو۔ لیکن جب مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے متصادم ہونے لگے تو علماء کرام نے ان عقائد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں پرکھا اور شریعت نے ان عقائد کی وجہ سے جو حکم نافذ کیا وہی حکم مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد پر نافذ کیا۔ مجدد، ملہم، مصلح وغیرہ تک مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ رہے علماء کرام نے کفر کے فتاویٰ جاری نہیں کئے بلکہ اس کو سمجھایا کہ تمہارے یہ دعویٰ ان اوصاف پر پورے نہیں اترتے جن کا تم دعویٰ کرتے ہو، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی جیسا کہ بعد میں معلوم ہوا کہ ایک منصوبے پر کام کر رہا تھا وہ ان عقائد سے برات اور رجوع کا اظہار کرنے کے بجائے اپنے دعوؤں میں اضافہ کرتے رہے۔ مجدد اور مصلح سے بڑھتے بڑھتے "مامور من اللہ" مسیح موعو تک پہنچ گئے اور آخر کار اپنے آپ کو نبی کی حیثیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں پیش کیا۔ جھوٹے دعویٰ نبوت کے بارے میں خود ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیں:

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء طبع سوم قادیان ۱۹۴۶ء ص ۱۱)

"میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے، میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (نزول مسیح ص ۳ حاشیہ طبع اول مطبع ضیاء الاسلام قادیان ۱۹۰۹ء)

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)

"میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کردوں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ مطبوعہ قادیان ۱۹۰۱ء)

"خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں، میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔" (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۲ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)

"چند روز ہوئے ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا، حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے، حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ یہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اس میں سے ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا بار، پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ اول مصنفہ ۱۹۰۲ء مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔" (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء مندرجہ حقیقت النبوۃ مؤلفہ مرزا بشیرالدین محمود ج ۱، ص ۲۷۲ ضمیمہ نمبر ۳)

"انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بہ عرفان نہ کمترم زکسے۔" (نزول المسیح ص ۹۷ طبع اول قادیان ۱۹۰۹ء)

یعنی "انبیاء اگرچہ بہت سے ہوئے ہیں مگر معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں۔"

یہ صرف ایک انتہائی مختصر نمونہ ہے ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں اس قسم کے دعوؤں سے بھری پڑی ہیں۔

مرزا صاحب کے درجہ بدرجہ دعوے:

بعض مرتبہ مرزائی صاحبان مسلمانوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کے ابتدائی دور کی عبارتیں پیش کرتے ہیں جن میں انہوں نے علی الاطلاق دعوائے نبوت کو کفر قرار دیا ہے لیکن خود مرزا صاحب نے واضح کردیا ہے کہ وہ مجدد، محدث، مسیح موعود اور مہدی کے مراتب سے "ترقی" کرتے ہوئے درجہ بدرجہ نبوت کے منصب تک پہنچے ہیں، انہوں نے اپنے دعوؤں کی جو تاریخ بیان کی ہے، اسے ہم پوری تفصیل کے ساتھ انہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں تاکہ ان کی عبارت کو پورے سیاق و سباق میں دیکھ کر ان کا پورا مفہوم واضح ہوسکے کسی نے مرزا صاحب سے سوال کیا تھا کہ آپ کی عبارتوں میں تناقض نظر آتا ہے کہ کہیں آپ اپنے آپ کو "غیرنبی" لکھتے ہیں اور کہیں اپنے آپ کو "مسیح سے تمام شان میں بڑھ کر" قرار دیتے ہیں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مرزا صاحب نے حقیقت الوحی میں لکھتے ہیں:

"اس بات کو توجہ کرکے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں، میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا، مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہوں، اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا۔ اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے، اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا

اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اس کے اس بارے میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہار میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہوگئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کرکے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا۔ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی...... میں اس کی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں، جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہوچکی ہیں...... میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں، جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا۔ میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں، میں نے کہا اور جب مجھ کو اس طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کی مخالف کہا۔" (حقیقت الوحی ص ۱۴۹-۱۵۰ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)

ان عقائد کے بعد علماء کرام کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل تعلیمات کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار کو ملت اسلامیہ سے خارج کرنے کا فتویٰ جاری فرماتے، وہ تعلیمات یہ ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کے مقدس سلسلے کی تکمیل ہوگئی اور آپ کے بعد کوئی بھی شخص کسی قسم کا بھی نبی نہیں بن سکتا۔ اور نہ آپ کے بعد کسی پر وحی آسکتی ہے اور نہ ایسا الہام جو دین میں حجت ہو۔ اسلام کے اس عقیدے کا نام "عقیدہ ختم نبوت" ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک امت مسلمہ کسی ادنیٰ اختلاف کے بغیر اس عقیدے کو جزو ایمان قرار دیتی آئی ہے۔ یہ مسئلہ قطعی طور پر طے شدہ ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت فرمائی وہیں اس کی مخالفت کرنے والوں کے بارے میں بھی امت کو آگاہ کردیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے قریب دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔" (صحیح بخاری شریف)

دوسری حدیث شریف میں ارشاد فرمایا:

"قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

ان احادیث شریفہ کو ملاحظہ فرمائیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ بالا عقائد کو دیکھیں آپ کو خود ہی اندازہ ہوجائے گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مسیلمہ کذاب، اسود عنسی کے درمیان کوئی فرق نہیں اسی لئے جس طرح خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب کے جھوٹے نبی کے عقیدے کی وجہ سے پوری امت کا اجماع تھا کہ وہ کافر ہے اور اس کے خلاف مسلمانوں پر جہاد فرض ہے اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کے ان دعوؤں کے بعد امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر اور مسالک فقہ کے علماء کرام نے مذہبی طور پر نہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکاروں کو کافر قرار دیا بلکہ اسلامی حکومت کے ذمہ یہ فریضہ عائد کیا کہ ان کے خلاف جہاد کیا جائے۔ دنیا بھر میں کوئی ایک ایسا عالم دین نہیں جس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر قرار نہ دیا ہو۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، محدث العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا مفتی احمد الرحمن رحمتہ علیہ، شیخ طریقت سید مہر علی شاہؒ، پیر سید جماعت علی شاہ، مولانا ابوالحسنات، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سیالوی، مولانا سعید احمد کاظمی، مولانا حامد علی خان، مولانا مختار احمد نعیمی، صوفی ایاز خان نیازی، مولانا ظفر علی نعمانی، مولانا محمد شفیع اکاڑوی، مولانا داؤد غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا فضل حقؒ، مولانا معین الدین لکھنوی، مولانا سید ظفر علی نقشی، مولانا عین نعیمی کرارودی، غرض تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کے متفقہ فتاویٰ موجود ہیں۔ تفصیلات کے لئے مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی کتاب تحفہ قادیانیت کی تین جلدیں اور مولانا اللہ وسایا کی کتابیں تحریک ختم نبوت ۵۳-۷۴ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح رابطہ عالم اسلامی کے تحت تمام ممالک اسلامیہ کے منتخب کردہ علماء کرام نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے ان عقائد کی وجہ سے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قراردادیں پاس کیں۔ گویا مرزا

باقی ص۱۹ پر

قسط نمبر۱

آغا شورش کاشمیری
مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

اقبالؒ اور قادیانیت

آغا شورش کاشمیری نے ہندوستانی نبوت کی پاکستانی پناہ گاہ ربوہ کے دامن اور شاہجہان فرمانروائے ہندوستان کے وزیر اعظم سعد اللہ خان کے مولد چنیوٹ میں اسٹوڈنٹس اسلامک سالڈیرٹی آرگنائزیشن کے زیر اہتمام ایک اجتماع عام کو خطاب کرتے ہوئے ڈھائی گھنٹہ تک ایک معلومات افروز تقریر میں جن خیالات کا اظہار کیا ذیل میں اس جامع تقریر کی ایک تلخیص پیش کی جارہی ہے جس سے اقبال اور قادیانیت کے ان پہلوؤں کی نشاندہی ہوجاتی ہے۔ جس کی اساس پر آغا صاحب نے اپنے خیالات قادیانی امت کے تجزیہ و تحلیل کی صورت میں پیش کئے یہ اجتماع ۲۹ اپریل کی شام کو ہو رہا تھا لیکن بارش کی وجہ سے اگلے روز صبح ۹ بجے پر ملتوی کردیا گیا۔ اس اجتماع میں دینیات و اقبالیات اور سیاسیات و عمرانیات سے شغف رکھنے والے لوگ ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے۔ تقریر کا یہ عالم تھا کہ لوگ شامیانوں سے باہر دھوپ کی تیزی میں بھی گوش بر آواز ہوکر کھڑے رہے اور آغا صاحب نے قادیانی جماعت کے بارے میں افکار اقبال کی روشنی میں جو نکات پیش کئے۔ (اس پر لوگ سردھنتے رہے)

۳۰ اپریل کے جلسہ عام میں آغا صاحب نے یوم اقبال کی تقریب میں قادیانیت اور اسلام کے موضوع پر جو نظریات اور تصورات پیش کئے ان کا خلاصہ یہ تھا:

سب سے پہلے آپ نے منتظمین کی محبت کا شکریہ ادا کیا اور معذرت پیش کی کہ وہ چنیوٹ میں مسلسل دعوتوں کے باوجود نہ آسکے۔ تو اس کی خاص وجہ کوئی نہ تھی۔ صرف مصروفیتوں کی بوقلمونی اور مشغولیتوں کی بے پناہی مانع رہی پارسال حاضر ہونے کا ارادہ تھا وعدہ بھی کرلیا تھا لیکن جیل خانے سے دعوت آگئی اور وہاں جانا پڑا۔ اب فرصت پیدا کرکے آج کی اس تقریب میں شمولیت کی ہے۔

تین اہم پہلو:

آغا صاحب نے کہا:

موضوع ہے اقبال اور قادیانیت' اس ضمن میں تین گزارشیں ہیں۔

اولاً" میں جو کچھ عرض کروں گا پوری ذمہ داری سے عرض کروں گا۔ میری گزارش ہے کہ میرے ان خیالات کو میرے ہی الفاظ میں سی آئی ڈی کے ذمہ دار بھائی کاملا" نوٹ فرمائیں اور ان کو مغربی پاکستان کے گورنر اور ان کی وساطت سے صدر مملکت کے خدمت میں پہنچادیں۔

ثانیاً" اگر ان میں سے کوئی سی چیز غلط ہو یا میں اس کا ثبوت نہ دے سکوں تو میں اس کے لئے تیار ہوں کہ مجھے ہمیشہ کے لئے قید کردیا جائے۔ ورنہ قادیانی امت کے اعمال و افکار پر کڑی نگاہ رکھنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ان کے نہاں خانہ دماغ میں اپنے مسیح موعود اور مصلح موعود کی پیش گوئیوں کے باعث ایک ریاست کی خواہش مدۃ العمر سے مخفی چلی آتی ہے۔

ثالثاً" اگر قادیانی امت میں سے کوئی فاضل تیار ہو تو میں ان مباحث پر کسی بھی اجتماع میں گفتگو کرنے کے لئے تیار ہوں جو نکات کہ اس تقریر میں پیش کررہا ہوں فیصلہ سامعین کرلیں کوئی ثالث منصف تسلیم کرلیا جائے یا پھر خود ان کا ضمیر اس امر کی توثیق و تردید کرے کہ جن حوالوں سے خطاب کررہا ہوں وہ غلط ہیں یا صحیح؟ نتائج کے اعتبار سے آیا ان کے معنی وہ ہیں جو میرے ذہن میں آئے ہیں یا اس سے مختلف تعبیر و تاویل بھی ہوسکتی ہے۔ قول کی تائید یا تردید ہمیشہ عمل کرتا ہے۔

بحث ہی غلط ہے:

آغا صاحب نے فرمایا:

یہ بحث ہی غلط ہے کہ میرزا صاحب نبی تھے کہ نہیں؟ جو لوگ میرزا صاحب کی نبوت کا مفروضہ قائم کرکے نبوت کے مفہوم و مقصد پر بحث کرتے اور مناظرہ رچاتے ہیں۔ میرا خیال ہے وہ غلطی پر ہیں۔ سرور کائنات کے مقابلہ میں پہلے کسی آدمی کو کھڑا کرنا پھر اس کی تغلیط کرنا ایک ایسا فعل ہے جس سے سوء ادب کا پہلو نکلتا ہے' رہا ظلی و بروزی کا سوال تو قرآن و حدیث میں کہیں اس اصطلاح یا اس سے ہم معنی لفظ کا تصور تو ایک طرف رہا قیاس تک نہیں ملتا۔ نہ عربی لغت میں اس غرض سے کوئی لفظ ہے اور نہ قرون اول کے دین و ادب میں اس کا وجود یا اس کی پرچھائیں کا نشان ملتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں میرزائیوں سے خاتم النبیین کے لغوی' اصطلاحی یا قرآنی مفہوم پر بحث کرنا بھی بنیادی طور پر غلط ہے۔ مذہب کی بنیادی خوبی یہی ہوتی ہے کہ وہ عقائد و اعمال کی جو دنیا پیش کرتا ہے اس میں ابہام و اہمال وغیرہ کا گزر تک نہیں ہوتا وہ ہر بات کھل کر کہتا اور اس کی دعوت و تذکیر و انکشاف الفاظ میں ہوتی ہے۔ اگر ظلی یا بروزی کسی نبی کے لئے اسلام میں کوئی نظریہ ہوتا یا اللہ کی رضا یہی ہوتی تو قرآن بول اٹھتا۔ احادیث نبوی میں بات آجاتی۔

جس پیغمبر ﷺ (فداہ امی وابی) نے زندگی کی ہر ضرورت و احکام و قواعد مرتب کردیئے ہوں اور امت کے پورے نظم و نسق کی بنیادیں حشر تک استوار کردی ہوں کیا وہ نبی ہم سے یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ میری تعلیم کے احیاء کے لئے وقتاً" فوقتاً" ظلی یا بروزی قسم کے نبی آتے رہیں گے۔ ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث میں ایسا کوئی اشارہ یا کنایہ بھی موجود نہیں؟ رہ گیا خاتم النبیین کے معانی کا تصور تو اس پر اجماع امت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ قطعی ہے۔ صحابہ کرام' تابعین' تبع تابعین' محدثین' فقہاء' علماء اور صلحاء سب کے سب حضور کی ختم المرسلینی پر ایمان رکھتے تھے اور ان کے بعد کسی طرح کے نبی کی آمد کے قائل نہ تھے نہ انہوں نے کبھی اس باب میں کوئی خفی سے خفی کلمہ کہا یا اشارہ کیا۔ یہ تو ہوتا رہا کہ نبوت کے مدعیوں کو سزا ملتی رہی اور وہ مارے گئے لیکن یہ کبھی نہ ہوا کہ ان کے لئے کسی حلقہ سے کوئی تائید کی آواز اٹھی؟ یا کوئی حدیث سامنے آئی؟ یا قرآن کی کسی آیت کو تاویل کا بازیچہ بنایا گیا کسی نے کبھی اس کے جواز پر سوچا تک نہیں اور نہ ان مصنوعی نبیوں کی اولاد نے خلافت کا سوانگ رچایا۔ یہ تنہا میرزا غلام احمد کی ذات ہے کہ برطانوی عہد میں ان کی نبوت قائم ہوئی پروان چڑھی اس کو آب و دانہ مہیا کیا گیا ہے حتی کہ ایک باقاعدہ جماعت بن کر خلافت ہوگئی اور اب اس کے دماغ میں ایک سلطنت قائم کرنے کا خواب نقش ہو چکا ہے۔

اصل بنیاد:

۱۔ میرزائیت کی اصل بنیاد دین نہیں سیاست ہے۔ اس کا مطالعہ دینی اعتبار سے نہیں بلکہ سیاسی اعتبار سے کرنا چاہئے ان سے مذہبی بحث چھیڑنا ہی غلط ہے ان کا نفسیاتی تجزیہ کرنا چاہئے جیسا کہ علامہ اقبال کا خیال تھا۔

۲۔ اگر ہم سلطان ٹیپو کی شہادت ۱۷۹۹ء سے لے کر بہادر شاہ ظفر کی گرفتاری ۱۸۵۷ء تک کے احوال و وقائع پر نظر رکھیں تو ہمیں میرزا غلام احمد کی نبوت اور ان کے جانشینوں کی خلافت کے احوال و ظروف کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس کی بنیاد رکھنے میں بالواسطہ اور بلاواسطہ کون سے عوامل و محرکات کا ہاتھ شامل رہا ہے۔

۳۔ انگریزوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کے ہاتھ سے سلطنت لے کر محسوس کیا جیسا کہ سر ولیم میور لیفٹیننٹ گورنر یوپی نے کہا تھا کہ:

"برطانوی عملداری کی راہ میں دو رکاوٹیں ہیں ایک محمدؐ کی تلوار' دوسرا محمدؐ کا قرآن محمدؐ کی تلوار کو تنسیخ جہاد کے نظریہ سے توڑنا چاہا بعض مذہبی فرقے اور ان کے فتاوی ممد ہوئے۔ لیکن انگریزوں کو مسلمانوں کی اجتماعی نفسیات سے اندازہ ہوا کہ مسلمان بہ الفاظ اقبال ایک ہی چیز سے متاثر ہوتے ہیں اور وہ ربانی سند ہے میرزا غلام احمد نے یہ فرض بکمال انجام دیا۔ جہاد منسوخ کیا گویا اس طرح محمدؐ کی تلوار کے لئے نیام بنانا چاہا خود کو محمد کی مثل (خاکم بدہن) کہا اور اسی طرح قرآن سے جہاد کی آیات ساقط کرنی چاہیں نتیجہ سرحد سے ملحق پنجاب کے قلب میں بیٹھ کر برطانوی شہنشاہیت کی غلامی کے لئے الہامی بنیاد قائم کی۔ فی الجملہ میرزائیت سیاسی دینیات کا درجہ رکھتی ہے۔"

۴۔ میرزا صاحب نے یہی نہیں کیا بلکہ اس عمارت کی بنیاد اٹھانے کے لئے انہوں نے مسلمانوں کی ذہنی زمین کو ہموار کرنا چاہا آب و ہوا کا رخ بدلا غرض وہ مسلمان جو سلطان ٹیپو کے جہاد میں شعلہ جوالہ ثابت ہوئے تھے جنہوں نے سراج الدولہ کے وجود میں تلوار کی آبرو رکھی تھی جو بہادر شاہ ظفر کے عہد میں جنگ آزادی کا مواد لے کر اٹھے تھے۔ ان کے باقیات' سید احمد شہید کی تحریک اور اس کے برگ و بار جنگ امبیلہ کے نتائج و اثرات انبالہ' پٹنہ' راج محل' مالوہ اور پٹنہ میں علماء کے پانچ مقدمات' علماء کا شوق جہاد و شہادت سرحدی علاقے میں جہاد و غزا کی فراوانی ان تمام واقعات نے میرزا غلام احمد کے وجود کو برطانوی مصالح و مقاصد کی خاک سے اٹھایا اور وہ مسلمانوں کے مزاج کا رخ بدلنے میں منہمک ہوگئے۔

میرزا غلام احمد کی خصوصیات:

انہوں نے مسلمانوں کو فضول مذہبی مباحث میں الجھا دیا۔ مثلاً"

الف۔ برطانوی فاتحوں سے ہٹا کر برطانوی پادریوں سے الجھا دیا جس سے تلوار کی جگہ زبان نے لے لی اور جہاد کی امنگ سرد پڑ گئی۔ ذہنی زاویے بدل گئے۔

ب۔ آریہ سماجیوں سے اس طرز کے مناظروں کی نیو رکھی کہ دشنام کے جواب میں دشنام کا جھکڑ اٹھا اور میرزا صاحب کے جواب میں ستیارتھ پرکاش کے اس باب کا اضافہ ہوا جس میں قرآن و سنت و رسالت پر سب و شتم کیا گیا۔

ج۔ خلافت کے تصور پر بحثیں ہونے لگیں کہ یہ ایک مذہبی ادارے کو مستلزم ہے یا کسی اسلامی ریاست کا فرمانروا' ان مسلمانوں کا بھی خلیفہ ہوسکتا ہے جو اس کی فرمانروائی کے علاقہ میں آباد نہ ہوں' حکومت غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہو اور وہ اس کی رعایا ہوں۔

د۔ ہندوستان دار الحرب ہے یا دار السلام

ہ۔ اولی الامر منکم کی شرح میں

ی۔ احادیث میں مہدی کے دور کی پیش گوئی کا مطلب اور نوعیت

اس فضاء کے پیدا ہوتے ہی انگریزوں کو استحکام سلطنت کا موقع مل گیا مسلمانوں کے فکر و عمل کا میدان بدل گیا اور یہ ایک ایسی خدمت تھی جس کے نتائج و اثرات ایک پراسرار و حیرت انگیز تاریخی دستاویز کا درجہ رکھتے ہیں جس سے برطانوی عہد میں مسلمانوں کی ذہنی ویرانی اور قومی بربادی کا پورا نقشہ معلوم ہوسکتا ہے۔ ••

تاریخ کی ڈائری

حافظ محمد سعید اسعد

محبوبِ خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جناب چوہدری فضل حق مرحوم کی معرکتہ الاراء کتاب "محبوب خدا" کی تلخیص افادہ عام کیلئے نذر قارئین کررہے ہیں۔

عبدالمطلب قریش کے مورث معروف تھے۔ ان کے دس بیٹے ہوئے' شفقت پدری اس باغ و بہار کو دیکھ کر نہال تھی' دل آرزو مند تھا کہ یہ نونہال پھولیں پھلیں اور بار آور ہوں۔ انہی میں ایک عبداللہ بھی تھے جب یہ سترہ برس کے ہوئے تو رشتے کی تلاش ہوئی قبیلہ زہرہ کے وہب بن عبد مناف کی صاحبزادی آمنہ اور عبداللہ کے سنجوگ پر اہل خاندان رضامند ہوگئے۔ چنانچہ عبداللہ کا نکاح آمنہ بی بی سے ہوگیا۔ دستور عرب کے مطابق وہ تین دن سسرال میں رہے' پھر گھر چلے آئے قضا نے کم میں زیادہ مدت نہ ٹھہرنے دیا۔ عبداللہ تجارت کی غرض سے شام گئے' واپسی پر مدینے میں قیام کیا بیماری کا بہانہ ہوا' دراصل موت کا وقت آگیا تھا۔ خاک کی چادر اوڑھ کر یہیں لیٹ گئے۔ یہ وہ دور تھا جب دنیا بداعمالیوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی' عرب کے لوگ لہو و لعب کی آلودگیوں میں گردن تک ڈوبے ہوئے تھے۔ تمام آبادی نوشت و خواند سے بے بہرہ تھی کفر کی کالی گھٹا ہر طرف تلی کھڑی تھی' عصیاں کی بجلیاں آسمان پر کوندتی تھیں' نیکی نفس کی طغیانیوں میں گھری ہوئی تھرتھر کانپ رہی تھی' وہ راہ راست سے بھٹکی ہوئی آس اور یاس کی حالت میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ کہیں روشنی کی کرن پھوٹے اور اسے سلامتی کی راہ مل جائے' وہ ہاتھ باندھے مصروف دعا ہوگئی نگاہ اس کے دل میں خوشی کی لہر اٹھی اور اس کے رخسار تو شگفتہ گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح شاداب نظر آنے لگے' کیونکہ اسے قبولیت دعا کا القاء ہورہا تھا' افق مشرق پر محبت کی کہانی سے زیادہ دلکش پوپھٹ رہی تھی' آفتاب ہدایت کے طلوع کی تیاریاں ہورہی تھیں جس کا نور ظلمت کدہ دہر کو منور کرنے والا تھا چنانچہ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء مطابق ۹ ربیع الاول دوشنبہ کے دن بی بی آمنہ کے بطن سے وہ لعل جہاں تاب پیدا ہوا جس سے ضلالت اور گمراہی کے اندھیرے چھٹنے لگے' قعر ذلت میں گری ہوئی انسانیت کو وہ عروج ملا کہ ملائک ششدر رہ گئے۔ عبدالمطلب نے جب دیکھا کہ عمل و اخلاق کی حد کمال نے انسانی پیکر اختیار کرلیا ہے' تو اس خیال سے کہ یہ مولود انسان کا ممدوح بنے' اس کا نام محمدؐ رکھا' اس زمانے میں عرب کا دستور تھا کہ قصبات کی بیبیاں بچہ پیدا ہوتے ہی دیہات میں اس کی پرورش کا انتظام کرتی تھیں تاکہ کھلی ہوا اور آزاد فضا میں جسم کی مناسب نشوونما ہوسکے اور ان میں مردانگی کے جوہر پیدا ہوں۔ چنانچہ آپؐ کی والدہ آمنہؓ نے پیدائش کے دو تین روز بعد دودھ پلانے کے لئے آپؐ کو ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کے سپرد کردیا کچھ دنوں کے بعد حسب دستور قبیلہ ہوازن کی عورتیں شہر آئیں انہیں فکر تھی کہ کوئی بچہ اجرت پر دودھ پلانے کو مل جائے ان عورتوں میں سے مائی حلیمہ بی بی آمنہؓ کے گھر پہنچیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم جان کر سوچ میں پڑ گئیں' پھر دین و دنیا کو چھوڑ کر خالی ہاتھ واپس جانے کو مناسب تصور نہ کیا' مائی حلیمہ بچے کو لیکر چلیں خدا کی برکتیں قریش کے گھر سے نکل کر ہوازن کے قبیلے میں داخل ہوگئیں۔ پانچ برس کی عمر میں محمدؐ اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ بھولی' بھٹکی بھیڑ بکریوں کے پیچھے پھرنے لگے' وہ انہیں گلے میں واپس لائے' کھلی ہوا اور مویشیوں کے پیچھے دوڑ دھوپ نے آپؐ کے ہاتھ پاؤں مضبوط کردیئے تھے۔ جب چھ برس کے بعد وہ لوٹے تو ماں نازک پودے کو مضبوط پاکر باغ باغ ہوگئی آمنہ چھ برس کے یتیم بچے کو لیکر خاوند کی قبر کی زیارت کیلئے گئیں' مہینے سے زائد مدینے میں اپنے میکے رہیں'

واپسی میں عمر میں جوان اور غم میں بوڑھی بیوہ ابوا میں انتقال فرماگئیں۔ آمنہ کی لونڈی ام ایمن اپنے یتیم آقا اور دو جہاں کے سردار کو لیکر مکے پہنچیں دادا عبدالمطلب نے آپ کو سایہ عاطفت میں لے لیا اور پرورش کرنے لگے دو سال بعد بیاسی سال کی عمر میں دادا عبدالمطلب نے بھی اس ملک فانی سے جہان جاودانی کو سدھار گئے۔ مرتے وقت اس گنج گراں مایہ کو اپنے بیٹے ابو طالب کے حوالے کردیا' ابوطالب نے اسے جان سے لگائے رکھا وہ کثیر الاولاد اور

قلیل المال تھے' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بکریاں چرانے پر لگادیا' ابھی آپ' کی عمر بارہ برس کی ہوئی تھی کہ ابوطالب نے تجارت کی غرض سے شام کے سفر کا ارادہ کیا' آپ' چچا سے لپٹ گئے چنانچہ اس خیال سے کہ کمسن محمدؐ کا دل نہ ٹوٹے' انہوں نے آپ' کو ساتھ لے لیا' اس کے بعد آپ' نے شام' بصرہ اور یمن کے متعدد سفر کئے بیس برس کی عمر کو پہنچے تو قریش اور قیس کی مشہور لڑائی میں شریک ہوئے' یہ معرکہ حرب فجار کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں آپ' نے کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا صرف اپنے چچاؤں کو ترکش سے تیر نکال کر دیتے رہے۔ آخر یہ جنگ ایک معاہدہ پر ختم ہوئی جس کا نام حلف الفضول ہے' متحارب قبیلوں کے ہر فرد نے اقرار کیا کہ وہ زیر دستوں کو بچائیں گے۔ اس معاہدے میں آپ' نے بھی شرکت کی' اسی زمانے میں بعض لوگوں نے کعبے کی از سر نو تعمیر کے لئے مختلف حصے باہم تقسیم کرلئے' حجر اسود کو نصب کرنے کا موقع آیا تو اس شرف کو حاصل کرنے کے لئے تلواریں کھنچ گئیں' عرب کے دستور کے مطابق دعویداروں نے خون سے بھرے پیالے میں انگلیاں ڈبو ڈبو کر جان لڑا دینے کی قسم اٹھائی چار دن یہی جھگڑا رہا۔ بالآخر ایک بزرگ نے یہ تجویز پیش کی کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے حرم کعبہ میں آئے۔ وہی ثالث قرار پائے' یہ رائے بلاچون و چرا تسلیم کی گئی۔ اب حسن اتفاق دیکھئے سب سے پہلے حرم پاک میں آپ' نے سب قبیلوں کو شریک سعادت کیا آپ' کی رائے کے مطابق ہر قبیلے نے اپنا سردار منتخب کیا۔ آپ نے چادر بچھا کر حجر اسود اس میں رکھا اور قبائل کے نمائندوں سے کہا کہ وہ چادر کے کناروں کو تھام کر اوپر اٹھائیں' جب چادر مقام ابراہیمؑ کے برابر آگئی' تو آپ' نے پتھر اٹھا کر نصب کردیا' خدا کے گھر کا آخری معمار' دین حنیف کی عمارت کو بھی پایہ تکمیل تک پہنچانے والا ثابت ہوا۔ جوانی زندگی کی شگفتہ بہار ہے' عمر کے اس حصے میں جب رنگین خواب دل پذیر نغموں سے معمور ہوتے ہیں اور انسان کیف و سرور میں کھویا ہوا ہوتا ہے' گناہوں سے اجتناب بڑی کامیابی ہے' آپ' ایسی فطرت سعید کے مالک تھے کہ جذبات کا بے قابو ہوجانا تو کجا' خیال کا دامن بھی آلودگیوں سے نہ چھوا تھا' دوست ان کے کردار کی عظمت کو دیکھ کر دنگ رہ گئے' دشمن بھی ان کی پاکبازی کے معترف تھے۔ آپ' سے جس نے معاملہ کیا' دیانتدار پایا' انہی خوبیوں کی وجہ سے زبان خلق نے آپ' کو امین کہہ کر پکارا' آپ' کی امانت و دیانت کی شہرت گھر گھر پہنچی ایک اونچے خاندان کی پاکباز اور متمول بیوہ خدیجہؓ نے آپ' کو شریک تجارت بنایا اور دوسروں سے دگنا حق الخدمت دیا۔ آپ' کا حسن معاملہ دیکھ کر خدیجہؓ نے شریک زندگی بننے کی خواہش ظاہر کی' شادی کے اس پیغام کو آپ' نے قبول فرمایا اس وقت آپ' کی عمر پچیس برس تھی خدیجہؓ چالیس کے لگ بھگ تھیں مشاغل زندگی میں دونوں کے تعلقات محبت بھرے راگ کی طرح خوشگوار تھے خدیجہؓ کو نہ صرف آپ' سے محبت تھی' بلکہ انہیں آپ' کی سیرت و کردار کی عظمت کا بھی گہرا احساس تھا' انہوں نے تمام دولت اپنے محبوب خاوند کی رضا کے مطابق خرچ کرنے کا فیصلہ کیا۔ آپ' اپنے عزیز رشتے داروں اور ہمسایوں کی امداد میں لگ گئے انہیں اپنے چچا ابو طالب کی مہربانیاں یاد تھیں' ایک دفعہ مکے میں قحط پڑا آپ' اپنے چچا کی عسرت اور اولاد کی کثرت کا خیال کرکے پریشان ہوگئے۔ چنانچہ اپنے دوسرے چچا حضرت عباسؓ کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ قحط سالی ہے اور چچا ابو طالب قلیل المال اور کثیر الاولاد ہیں۔ بہتر ہے کہ ان کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ایک لڑکا میں اپنے پاس لے جاؤں اور ایک آپ اپنے گھر لے جائیں' انہوں نے یہ بات پسند کی دونوں ابوطالب کے پاس پہنچے اور اظہار مدعا کیا۔ ابو طالب نے حضرت علیؓ کو آپ' کے سپرد کردیا اور جعفرؓ کو حضرت عباسؓ کے حوالے۔ حضرت علیؓ کی عمر اس وقت پانچ برس تھی' نبی آخر الزمان' کے گھر کا یہ تربیت یافتہ بچہ صاحب ذوالفقار اعلیٰ درجے کا مشہور' بلند پایہ فلسفی اور باکمال خطیب و شاعر بنا اور دنیا میں باب علم اور صاحب فضل کہلایا یہ تو خیر مہربان چچا کے بیٹے گویا اپنا ہی گوشت پوست تھے۔

○

جنوبی کوریا میں قبول اسلام کی لہر

جنوبی کوریا میں اسلام تیزی سے فروغ پانے والا مذہب بن گیا ہے کوریا کی جنگ کے دوران اقوام متحدہ کی فوج میں شامل ترک فوجیوں نے ۱۹۵۰ء سے ۱۹۵۳ء کے دوران جنوبی کوریا میں اسلام کی تبلیغ کی تھی اور دس ہزار کوریائی باشندوں کو مسلمان بنایا تھا اس کے بعد سے اب تک مختلف طریقوں سے جنوبی کوریا میں تبلیغ اسلام کا عمل جاری ہے اور کوریائی باشندوں میں اسلام کے بارے میں بہت دلچسپی پائی جاتی ہے' ایک اندازہ کے مطابق یہاں مسلمانوں کی تعداد اسی ہزار سے زائد ہے جنوبی کوریا کے ایک گاؤں کوانجو میں سب کے سب نے جن کی تعداد تقریباً" تین ہزار تھی اسلام قبول کرلیا۔

بقیہ: شاہکار جھوٹ

فائدہ : معاذ اللہ یہ تو بہتان عظیم ہے انبیاء کرام پر کہ انہوں نے بقید زمانہ مرزا کے ظہور کی خبر دی تھی۔ اور تاریخی حد بندی بھی ہوچکی ہو۔ یہ دونوں باتیں ناقابل اثبات ہیں خدا نے مرزا صاحب کو کوئی منصب نہیں دیا سوائے دجال و کذاب کے دعاوی مرزا محض ابلیسی چکر بازی ہے جو انگریز سرکار نے چلوائی تھی۔

قسط نمبر ۱۰

مرزا غلام احمد قادیانی کے ۶۰ شاہکار جھوٹ

مولانا عبداللطیف مسعود......ڈسکہ

جھوٹ نمبر ۵۰۔ جناب قادیانی لکھتے ہیں کہ:

"جب سن ہجری کی تیرھویں صدی ختم ہو چکی تو خدا نے چودھویں صدی کے سر پر مجھے اپنی طرف سے مامور کر کے بھیجا اور آدم سے لے کر آخر تک جس قدر نبی گزر چکے ہیں سب کے نام میرے نام رکھ دیئے اور سب سے آخری نام میرا عیسیٰ موعود اور احمد اور محمد مہدی رکھا اور دونوں ناموں کے ساتھ بار بار مجھے مخاطب کیا ان دونوں ناموں کو دوسرے لفظوں میں مسیح اور مہدی کر کے بیان کیا گیا۔" (چشمہ معرفت ص ۳۱۴ خزائن ص ۳۲۸ ج ۲۳ طبع ربوہ)

فائدہ : مذکورہ اقتباس بھی محض کذاب و افتراء کا پلندہ ہے دجل و فریب کا طومار ہے کیونکہ نہ تو قرآن و حدیث میں کہیں تیرھویں یا چودھویں صدی کا تذکرہ ہے اور نہ ہی کسی ایسی "جامع الاسماء" ہستی کا کہیں اتہ پتہ ملتا ہے کسی بھی کونے کھدرے سے کسی ایسی ذات شریف کی آمد متوقع نہیں ہے نہ ہی اب تک کوئی سابقہ نام کا ہمنام ہوا ہے اور نہ ہی کسی عیسیٰ موعود یا محمد موعود اصطلاح کا کوئی نشان ملتا ہے اور یہ بھی کمال کی بات ہے کہ اتنی جامع الاسماء ہستی واصفات ہستی پھر مہدی بن جائے الغرض یہ تمام خرافات محض قادیان کے چنڈو خانے کی گپیں ہیں یا جناب عزازیل کا خصوصی شاہکار ہے جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ ممکن نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۵۱۔ جناب قادیانی کہتے ہیں کہ:

میرے بارے میں شیخ محی الدین ابن العربی نے ایک پیشگوئی کی تھی۔ جو میرے پر پوری ہوگئی اور وہ یہ کہ خاتم الخلفاء جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے "چینی الاصل" ہوگا یعنی اس کے خاندان کی اصل جز چین ہوگی اور نیز وہ توام پیدا ہوگا ایک لڑکی اس کے ساتھ ہوگی۔ ممکن ہے کہ یہ ابن العربی کا کشف ہو یا ان کو کوئی حدیث پہنچی ہو بہر حال یہ میرے پیدا ہونے سے پوری ہوگی۔ اور اب تک اسلام میں میرے سوا کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو چینی الاصل بھی ہو اور توام بھی ہوا ہو۔ اور پھر اس نے خاتم الخلفاء ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہو۔ (چشمہ معرفت ص ۳۱۵ خزائن ص ۳۳۱ ج ۲۳)

فائدہ : جناب قادیانی کی یہ ایک انمول اور بے نظیر مثالی گپ ہے دیکھئے ابن العربی کی وہ پیشگوئی خود مرزا صاحب کی کتاب تریاق القلوب ص ۱۵۸ خزائن ص ۴۸۲ ج ۱۵ پر مذکورہ ہے جو کہ مرزا صاحب کے حالات کے بالکل مخالف ہے۔ اس کے مطابق تو وہ خود پیدا ہی چین میں ہوا ہوگا۔ اس کی زبان بھی چینی ہوگی۔ اور یہ صاحب پنجابی بولنے والے اور چینی کی ابجد سے بھی محض جاہل ہیں۔ ان کو ہر زبان میں "الہام" ہوا ہے مگر کبھی بھول کر بھی چینی زبان میں "الہام" نہیں ہوتا تاکہ ان کے چینی الاصل ہونے پر گواہی ہو سکے لہٰذا اس کو ابن العربی کی پیشگوئی سے کیا واسطہ؟ نیز وہ خلیفہ مسیح موعود ہونے کا مدعی نہ ہوگا اور نہ ہی مدعی مہدویت و نبوت پھر نہ ہی مرزا کے بعد نسل انسانی میں عقر پھیلا ہے بلکہ شرح پیدائش افزوں تر ہے لہٰذا مذکورہ بالا اقتباس ... زندقہ کا مظہر ہے۔

جھوٹ نمبر ۵۲۔ جناب قادیانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے (العیاذ باللہ) (چشمہ معرفت ص ۳۱۷ خزائن ص ۳۳۲ ج ۲۳)

فائدہ : العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔ ایک طرف ادعائے نبوت کو کفر و ارتداد قرار دینا اور دوسری طرف قاسم النبوۃ بننا۔ کمال درجہ کی عیاری ہے۔ پھر سابقہ نبیوں کی نبوت کی گواہی تو خود قرآن نے دے دی ہے مگر تیری نبوت خود تیری "امت" (مرزائی) نے بھی تسلیم نہیں کی ان میں سے بھی ایک گروہ سرے سے منکر نبوت ہے اور دوسرا بھی فی زمانہ تیری مہدویت ہی کے عنوان سے دعوت پیش کرتا ہے۔ نیز تیرے معجزات تو وہی گرے پڑے ۱۸۷ ہیں جن کو تو نے حقیقت الوحی میں درج کیا ہے ص ۳۸۶ بتلایئے ۱۸۷ معجزات ہزار نبی پر کیسے تقسیم کروگے اور اس سے کیا ثابت ہوگا پھر کیا ایسے "لایعنی معجزات" کسی بھی نبی کے ہوئے ہیں آخر کچھ تو شرم و حیاء چاہیے۔ الغرض یہ نہ تو معجزات ہیں اور نہ ہی ان کی تقسیم معقول ہے علاوہ ازیں آپ خود کہہ چکا ہے کہ میں نے ایسی کوئی بات ہی نہیں کی جس میں ادعائے نبوت کا شائبہ ہو۔ اب پہلی تحریرات کے خلاف دعوے کر کے متناقض الکلام ہو کر کیوں پاگل بن رہا ہے؟

جھوٹ نمبر ۵۳۔ اور خدا نے میرے لئے یہ بھی نشان ٹھہرایا ہے کہ پہلے تمام نبیوں نے مسیح موعود کے ظہور کے لئے جس زمانہ کی خبر دی تھی اور جو تاریخی طور پر مسیح موعود کے ظہور کے لئے مدت مقرر تھی خدا نے ٹھیک ٹھیک مجھے اسی زمانہ میں پیدا کیا۔ (چشمہ معرفت ص ۳۱۸ خزائن ص ۳۳۳ ج ۲۳ طبع ربوہ)

باقی صفحہ ۲۴ پر

قیام پاکستان کے مقاصد

مولانا محمد نذر عثمانی ..... حیدر آباد

۲۷ رمضان المبارک ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان اس ابدی نظریے کے نتیجے کے تحت معرض وجود میں آیا جسے سلامتی، امن اور بقاء کا نظریہ (یعنی اسلام) کہا جاتا ہے برصغیر میں رہنے والے مسلمانوں کو پاکستان کا مطلب کیا "لا الہ الا اللہ" کا جو نعرہ دیا گیا تھا جو کہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ معرض وجود میں آنے والی نئی مملکت کا قانون صرف اور صرف اسلام ہوگا۔ مسلمانان ہند نے اس بننے والی اسلامی ریاست کیلئے ایسی لازوال داستانیں رقم کیں کہ دنیا میں آج تک اس کی نظیر نہیں ملتی۔ تشکیل پاکستان کے بعد ایک محتاط اندازے کے مطابق ۶۵ لاکھ مسلمان ہجرت کرکے پاکستان آئے تقریباً ۵ لاکھ مسلمانوں کو یا تو شہید کردیا گیا یا ان میں اکثر معذور کردیئے گئے ہزاروں مسلمان بیٹیوں کی عزتیں لوٹ لی گئیں ہزاروں عزیز ایک دوسرے سے بچھڑ گئے یہ تمام کی تمام قربانیاں ایک اسلامی ریاست کے قیام کیلئے تھیں کہ جہاں مسلمان قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزار سکیں گے اور گورے انگریز کے جانے کے بعد کالے بنیئے کے غلام نہیں رہیں گے اس وقت لیگی قیادت نے بھی مسلمانان ہند سے یہی وعدہ کیا تھا کہ قیام پاکستان کے بعد اس کا نظام حکومت اسلامی ہوگا اور ملک پاکستان میں مکمل شریعت مطہرہ نافذ کی جائے۔ جناب محمد علی جناح، نوابزادہ لیاقت علی خان اور دوسرے لیگی رہنماؤں کے چند اخباری بیانات پڑھیئے جو انہوں نے ملک پاکستان کے قیام سے قبل اس کے نظام کے متعلق دیئے تھے محمد علی جناح نومبر ۱۹۳۹ء میں عیدالفطر کے موقع پر اپنے بیان میں کہا:

"مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن میں موجود ہے ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں اور قرآنی پیغام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کرسکتی۔"

اگست ۱۹۴۴ء میں محمد علی جناح بنام گاندھی

"قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے۔ اس میں مذہبی، مجلسی، دیوانی، فوجداری، عسکری و تعزیری، معاشی اور معاشرتی غرضیکہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں، مذہبی رسوم سے لیکر روزانہ امور حیات تک روح کی نجات سے لیکر جسم کی موت تک جماعت کے حقوق سے لیکر فرد کے حقوق و فرائض تک اخلاق سے لیکر انسداد جرائم تک زندگی میں جزا اور سزا سے لیکر عقبیٰ کی سزا اور جزا تک ہر ایک فعل اور قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے لہٰذا جب میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہیں تو حیات و مابعد حیات کے ہر معیار اور ہر مقدار کے مطابق کہتا ہوں۔" آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے محمد علی جناح نے کہا کہ:

"مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرز حکومت کیا ہوگا

میرے خیال میں مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قرآن کریم نے فیصل کردیا تھا پاکستان میں رہنے والوں کا طرز حکومت قرآن پاک کے فیصلہ کے مطابق ہوگا۔" محمد علی جناح کا خط بنام پیر صاحب مانکی شریف نومبر ۱۹۴۵ء

"آپ کی پانچ شرائط کے متعلق عرض ہے کہ جب پاکستان کے ابتدائی مراحل طے ہو جائیں گے تو مسلم لیگ قانون نہیں بنائے گی بلکہ وہاں کی پبلک قانون بنائے گی جس میں ۷۵ فیصد مسلمان ہوں گے اور وہ ایک اسلامی حکومت ہوگی اور پاکستانی لوگ ہی قانون بنانے کے مجاز ہوں گے جس پر حکومت چلے گی اس لئے اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ قانون بنانے والی جماعت جس میں بہت زیادہ اکثریت مسلمانوں کی ہوگی پاکستان کیلئے ایسا قانون بناسکے گی جو اسلامی قانون کے خلاف ہو اور نہ ہی پاکستان عوام غیر اسلامی قانون پر عمل کرسکیں گے۔"

پاکستان مسلم لیگ کے جنرل سیکریٹری نوابزادہ لیاقت علی خان نے بمقام پشاور ارکان مجلس عمل کی موجودگی میں اعلان کیا کہ "پاکستان کے علاقوں میں تمام نظام و انتظام حکومت قرآن پاک کے احکام اور اصولوں کے بموجب ہوگا۔" علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں خطاب کرتے ہوئے لیاقت علی خان نے کہا کہ "اس وقت ہماری قوم کے سامنے جو سب سے زیادہ اہم سوال درپیش ہے وہ یہ ہے کہ انگریز کے جانے کے بعد یہاں کیا صورت حال ہوگی؟ آیا ہم کو ایک آزاد اور

خود مختار قوم کی حیثیت سے اسلامی نظام آئین و قوانین کے بموجب قیام پاکستان کے بعد چاہیے یہی تھا کہ لیگی رہنما اپنے وعدہ کو ایفاء کرتے اور ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کرتے لیکن قیام کے بعد ۱۹۳۵ء کے گورنمنٹ آف انڈیا کا وہی ایکٹ زیر عمل لایا گیا' جسے سب سے پہلے مسلم لیگ نے رد کیا تھا اور ملک میں بجائے شریعت مطہرہ نافذ کرنے کے آرڈیننسوں پر حکومت کا کاروبار چلتا رہا رفتہ رفتہ مسلمانوں کی یہ خوش فہمی دور ہوتی گئی کہ پاکستان کی بانی جماعت اسلامی نظام کو ملک میں رائج کرے گی پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے رکن علامہ شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تمام تر جدوجہد پاکستان میں اسلامی نظام کے لئے وقف کردیں آپ نے اسلامی فکر و نظریہ کی اساس پر مرتبہ دستور کے بنیادی خد و خال پر مشتمل ایک دستوری دستاویز قرارداد مقاصد کے نام سے منظور کرائی مسلمانوں میں جہاں مجدد الف ثانی" حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی" شاہ اسماعیل شہید" سید احمد شہید" مولانا قاسم نانوتوی" شیخ الہند مولانا محمود الحسن" شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی" امام العصر السید انور شاہ کشمیری" حضرت مولانا مفتی محمود" مولانا عبداللہ درخواستی" ' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری" مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری" مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا یوسف بنوری" جیسے عظیم مدبر عالم فقیہ' تصوف و سیاست کے راہبر گزرے ہیں۔ اس برصغیر میں جعفر و صادق اور مرزا غلام احمد قادیانی جیسے رذیل لوگ بھی گزرے ہیں جن کا کام صرف علماء حق کو بدنام کرنا تھا یہ ایک تلخ حقیقت کہ ہے مسلمانوں کی صفوں میں آج بھی ایسے نام نہاد دانشور اور راہبران ملت موجود ہیں جو پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ علماء کرام کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اسلام کو نافذ نہ کرنے کا جرم ۱۹۴۷ء سے لیکر ۱۹۹۷ء تک رہنے والے حکمرانوں کے سر ہے۔

۱۹۵۱ء میں تمام مسالک و مشارب کے ۳۱ معروف علماء کرام نے اسلامی دستور کیلئے بائیس نکات متفقہ طور پر مرتب کرکے معترضین کے اس عذر کو لغو ثابت کردیا اور حکومت کی لادین قیادت پر یہ بات واضح کردی کہ اسلام کے نفاذ کی راہ میں مسلک کا اختلاف سد راہ نہیں بلکہ حکمرانوں کی بدنیتی کا دخل ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مسند اقتدار پر وہ لوگ اور طبقہ براجمان رہا جو نہ صرف دین سے بعید تھا بلکہ دین کے نفاذ کو اپنی اغراض و مفاد کے لئے بڑی رکاوٹ خیال کرتا تھا ملکی تاریخ کی ستم ظریفی تو دیکھئے اسلام کے نام پر بننے والی ریاست کا وزیر خارجہ قادیانی اور وزیر داخلہ قانون ہندو تھا پاکستان میں آنے والے حکمرانوں نے اسلام کا نام تو لیا لیکن اسکے نافذ کرنے کے بارے میں کبھی بھی مخلص نہیں رہے اور اسلام جیسے آفاقی نظام کو کمیٹیوں اور مجلسوں کے سپرد کرتے رہے یہاں پر ایک لطیفہ بے جا نہ ہوگا کہتے ہیں کہ جہانگیر بادشاہ کی ملکہ شکار کے شوق میں تیر چلارہی تھی اتفاقاً" ایک تیر دھوبن کو جالگا جس سے وہ موقع پر مرگئی اب بادشاہ جہانگیر بہت پریشان ہوا اس کا عدل جہانگیری تو مشہور تھا اور اس نے انصاف کے تقاضے پورے کرنے تھے اب وہ بہت پریشان ہوا کہ ملکہ قصاص میں قتل کردی جائے گی وزیر اعظم نے اپنے بادشاہ کو جب اتنا پریشان دیکھا تو اس نے پوچھا کہ کیا بات ہوئی بادشاہ نے اسے بتلایا کہ اس طرح یہ حادثہ پیش آیا ہے اس نے کہا کہ اس کا علاج آسان ہے نہ آپ کا عدل جہانگیری متاثر ہوگا اور نہ آپ کی ملکہ قصاص میں قتل کی جائے گی۔ اس نے کہا کہ ایک کمیٹی بنادی جائے اور یہ کمیٹی غور کرے کہ تیر کس طرف سے آیا تھا اور کس شکل میں تھا اور دھوبن بیچاری کس حالت میں تھی اور ملکہ کس انداز میں کھڑی تھی یا بیٹھی تھی۔ کمیٹی یہ سارے نکتے اور پیچیدگیاں ڈھونڈتی رہے گی تو اس نے کہا کہ کمیٹی جب فیصلہ کرے گی تو پھر کیا ہوگا وزیر اعظم نے کہا کہ اگر کمیٹی نے فیصلہ دے دیا تو پھر ایک اور کمیٹی بنادی جائے گی وہ اس کمیٹی کی رپورٹ کا جائزہ لے گی اور پھر اس کمیٹی کے اوپر ایک اور بہت بڑا کمیشن بٹھادیا جائے گا اس طرح کمیٹیوں کا چکر چلتا رہے گا اور دھوبی بیچارہ طبعی موت مرجائے گا اور بادشاہ کی ملکہ بھی بچ جائے گی۔ پاکستان میں یہی حالت اسلام کے ساتھ کمیشن خور حکمرانوں نے کی اور ابھی تک ایک نہ ختم ہونے والا چکر ہمارے سامنے موجود ہے' پاکستان کی گولڈن جوبلی منانے والے حکمران بھی کہتے ہیں ہم خلافت راشدہ نافذ کریں گے۔ نفاذ اسلام کے نعرہ سے دستبردار ہونے والے حکمرانوں نے ۲۵ سال بعد آدھا ملک گنوا دیا اور آدھے ملک میں خلاف اسلام فتنوں خصوصاً" قادیانیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کو کھل کر کام کرنے کی چھوٹ دے دی گئی' آج بھی ملک کی تقدیر اسلام کے عادلانہ نظام کی بدولت بدل سکتی ہے معاشی' معاشرتی اور بدامنی' فرقہ واریت جیسے مسائل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ اگر حکمران مخلص ہوجائیں اور قیام پاکستان کے مقاصد کو پورا کردیں تو ملک تمام بحرانوں سے نکل سکتا ہے موجودہ لیگی قیادت جو محمد علی جناح کے جانشین ہونے کے دعویدار تھے اور ہیں لہٰذا بزرگوں کے عوام سے کیئے گئے وعدے پورے کریں رب کائنات سے دعا ہے کہ وہ ہمارے حکمرانوں کو ملک عزیز میں اسلام کو نافذ کرنے اور اس شریعت رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم پر انہیں اور ہم سب کو بھی عمل کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

●●

Adarts-HMPT-22/95

اخبارِ ختم نبوت

پتوکی میں قادیانیوں کی سازش ناکام

قصور پتوکی (مولانا عبدالرزاق مجاہد) گزشتہ دنوں جب گستاخان رسول قادیانیوں مرتدوں نے مسلمانوں کو تبلیغ کے ذریعے گمراہ کرنے کی کوشش کی تو فوراً" محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام و پروانے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرگرم کارکن مرد مجاہد جناب صوفی محمد صادق زرگر اور جناب راجہ رستم ظہیر اور چودھری منیر احمد نے قادیانیوں کو دفعہ 295-B کے تحت گرفتار کرایا ان کو اپنی دولت پہ ناز تھا اوپر تک رابطے شروع کردیئے ادھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر ناز تھا آخر کار ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج تحصیل پتوکی کے جناب چودھری عبدالشکور صاحب نے فریقین کے دلائل سنے اور دونوں قادیانی ملزموں بشیر الحق' مبشر احمد کی ضمانتیں منسوخ کردیں مسلمانوں کی طرف سے جو مسلم وکلاء شریک ہوئے۔ چودھری صبغۃ اللہ ایڈووکیٹ' ملک محمد احمد' چودھری محمد ارشد صدر بار پتوکی' فاروق احمد ایڈووکیٹ' چودھری بشیر احمد ایڈووکیٹ صاحبان نے مسلسل دو گھنٹے کی بحث میں اپنا موقف بھرپور طور پر پیش کیا جبکہ قادیانی وکلاء اپنا موقف پیش کرنے میں بری طرح ناکام ہوئے تحصیل پتوکی کے جج صاحبان نے مسلمانوں کی کثرت کے ایمانی جذبے کا خیر مقدم کیا مسلمانوں کے اندر خوشی کا سماں تھا پتوکی کے درودیوار کو عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسرت پہ ناز تھا یہاں سے قادیانی رسوا ہوکر لاہور ہائیکورٹ میں گئے وہاں بھی کفر کے تمام حربے زیر زمین ہوگئے ہائیکورٹ کے جسٹس جناب راؤ محمد اقبال نے بھی ان کی ضمانتیں منسوخ کردیں یوں کافر' مرتدین "گستاخان رسول کو جیل میں پہنچاکر پتوکی کے مسلمانوں نے سکون کا سانس لیا ہے۔ گزشتہ

دنوں مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرزاق مجاہد شجاع آبادی نے پتوکی دارالعلوم دینیہ و جامعہ عثمانیہ ریل بازار میں کارکنوں سے ملاقاتیں کیں اور مختصر سا اجلاس ہوا جس میں مندرجہ ذیل شرکاء نے شرکت کی۔ مولانا نور محمد شاکر' پروفیسر مولانا مسعود الحسن' صوفی محمد صادق زرگر' راجہ رستم ظہیر' چودھری منیر احمد' مولانا عبدالمجید' قاری محمد ابراہیم' مولانا محمد حنیف ساجد' قاری مشتاق احمد معاویہ' محمد الیاس ساقی' مولانا محمد عاشق' حافظ خالد مجاہد' محمد عبداللہ' دین محمد قاسمی' نثار احمد ظہیر' قاری عبدالحی کے علاوہ کثیر کارکن شریک ہوئے اجلاس میں تحفظ ختم نبوت پتوکی کا انتخاب طے ہوا۔

سرپرست: مولانا ہارون رشیدی

امیر: قاری نور محمد شاکر

جنرل سیکریٹری: صوفی محمد صادق زرگر

ناظم تبلیغ: پروفیسر مولانا مسعود الحسن

ناظم نشرواشاعت: راجہ رستم ظہیر

خزانچی: قاری محمد ابراہیم مفید

عبدالرزاق مجاہد شجاع آبادی نے اجلاس میں اہالیان پتوکی کو مجلس کی طرف سے کامیابی پر مبارکباد پیش کی اور ۲۔۳ر اکتوبر کو ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد میں ہونے والی کانفرنس میں شرکت کو یقینی بنوانے کیلئے وعدہ لیا۔ اور آخر میں کارکنوں نے تہیہ کیا کہ انشاء اللہ بقیہ زندگی کا آخری قطرہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کرنے کیلئے تیار ہیں' اجلاس کا اختتام مولانا نور محمد صاحب شاکر کی دعا

ہوا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت قصور

کا ماہانہ اجلاس

قصور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کا ایک ماہانہ اجلاس بعد نماز عشاء جامع مسجد گنبدوالی میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت فاضل دارالعلوم دیوبند بقیۃ السلف حضرت مولانا سید طیب شاہ ہمدانی مدظلہ العالی نے کی۔ اجلاس کا آغاز قاری مشتاق احمد رحیمی صاحب امیر تحفظ ختم نبوت سٹی قصور کی تلاوت کلام پاک سے ہوا' غرض و غایت مبلغ ختم نبوت ضلع قصور اوکاڑہ کے مولانا عبدالرزاق مجاہد شجاع آبادی نے بیان کی ایک وفد تشکیل دیا گیا۔ جس وفد نے مسلک اہل حدیث کے علماء کرام اور دیگر مکاتب فکر کے علماء سے ملاقاتیں کیں اور قادیانیت کے عزائم کے بارے میں ان کو آگاہ کیا ملاقات کرنے والے معززین یہ تھے۔

چودھری محمد شفیع صاحب آئل ملز' جناب شبیر احمد انجینئر' اللہ دتہ مجاہد' محمد ارشد' مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی' مسلک اہل حدیث کے جید عالم دین مولانا عبدالعظیم انصاری' کوٹ اعظم خان والے نے وفد کا عظیم الشان خیر مقدم کیا اور مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی اجلاس میں سالانہ سولہویں ختم نبوت کانفرنس مسلم کالونی ربوہ کی یاددہانی کرائی گئی۔ کانفرنس کو بھرپور کامیاب کرنے کیلئے قافلے کی روانگی کا جلد از جلد بندوبست کا فیصلہ ہوا۔

اجلاس میں جن حضرات نے شرکت کی مولانا قاری محمد اجمل' قاری حبیب اللہ قادری' مولانا رضاء الرحمٰن' قاری احسان اللہ رحیمی' قاری بلال بہادر' قاری محمد اسحٰق' محمد ریاض' حافظ محمد اکرم' محمد رمضان عرف جان' محمد حامد' محمد عرفان' حکیم محمد علی تبسم' اللہ دتہ مجاہد' محمد صادق' محمد عاصم' محمد امین' عبدالرزاق' قاری مشتاق احمد رحیمی' محمد یونس بھٹی' مولانا سید طیب شاہ صاحب ہمدانی' مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی' قاری علم الدین' چودھری شبیر احمد انجینئر' حافظ ابوبکر' قاری محمد رمضان کے علاوہ کثیر کارکنوں نے اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس حضرت مولانا سید طیب شاہ ہمدانی کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

انتخاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور

سرپرست: حضرت مولانا سید طیب شاہ ہمدانی
امیر: قاری مشتاق احمد رحیمی
ناظم تبلیغ: اللہ دتہ مجاہد
ناظم نشرواشاعت: محمد یونس بھٹی
خزانچی: قاری حبیب اللہ قادری
نمائندہ مجلس عمومی: محمد اکرم انصاری

دہشت گردی میں قادیانی ملوث ہیں

قادیانی ملک کے کلیدی عہدوں پر بیٹھ کر مرزائیت کی تبلیغ کرتے ہیں

سلانوالی میں سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے سے مولانا غلام مصطفیٰ و دیگر مقررین کا خطاب

سلانوالی مدرسہ حسینیہ حنفیہ کے زیر اہتمام جامع مسجد عمر میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ خطیب ربوہ مولانا غلام مصطفیٰ نے کہا کہ ملک میں موجودہ دہشت گردی میں قادیانی ملوث ہیں میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ قادیانی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور ملک کے دشمن ہیں' قادیانی ملک کے کلیدی عہدوں پر بیٹھ کر مرزائیت کی تبلیغ کرتے ہیں قانون حرکت میں کیوں نہیں آتا جماعت قادیانیہ ربوہ کے سربراہ کو گرفتار کرکے دہشت گردی کرنے والوں کا پتا چلایا جائے موجودہ حکومت نے انہیں کھلی چھٹی دی ہوئی ہے۔ ختم نبوت کے پروانے عقیدہ ختم نبوت کے لئے جیسے پہلے جانوں کا نذرانہ دیتے رہے ہیں اب بھی اسی جذبہ سے میدان عمل میں موجود ہیں جلسہ سے مولانا خان محمد خطیب بوانہ' مولانا محمد رمضان جھنگوی' خطیب مسجد عمر اور حرکۃ الانصار سلانوالی کے سرگرم کارکن حافظ محمد زبیر نے بھی خطاب کیا ناظم مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی قاری محمد اکرم مدنی نے صدارت کی۔

انتخابات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ضلع گوجرانوالہ و حافظ آباد

از: مولانا فقیر اللہ اختر مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ضلع حافظ آباد' یونٹ ٹھٹھہ شمسہ

امیر: محمد آصف
ناظم: محمد زمان
ناظم تبلیغ: شبیر احمد
ناظم نشرواشاعت: شبیر حسین
خازن: فدا حسین
مرکزی نمائندہ: طارق محمود

ضلع گوجرانوالہ' یونٹ اللہ بخش کالونی شہر گوجرانوالہ

امیر: حافظ محمد ادریس
ناظم: عبدالرشید
ناظم تبلیغ: قاری محمد خلیل
ناظم نشرواشاعت: محمد یٰسین
خازن: عبدالحمید بٹ
مرکزی نمائندہ: حافظ محمد ادریس

یونٹ علی پور' چٹھہ تحصیل وزیر آباد

امیر: مرزا رفاقت اللہ
ناظم: مولانا محمد افضل کھنانہ
ناظم تبلیغ: محمد یٰسین عابد
ناظم نشرواشاعت: عبدالوحید
خازن و مرکزی نمائندہ: محمد خالد چشتی لون

کوٹ لدھا و نوکھر' یونٹ تحصیل نوشہرہ ورکاں

امیر: ماسٹر عنایت اللہ (کوٹ لالہ)
ناظم: ماسٹر محمد مشتاق (نوکھر)
ناظم تبلیغ: قاری محمد اعظم قاسمی (جلہن)
ناظم نشرواشاعت: قاری نصیر احمد قاسمی (جلہن)
خازن: ماسٹر سجاد حسین (کوٹ لدھا)
مرکزی نمائندہ: ماسٹر عنایت اللہ (کوٹ لالہ)

تتلے عالی یونٹ تحصیل نوشہرہ ورکاں

امیر: مولانا محمد حنیف انور
ناظم: ملک محمد اشرف
ناظم تبلیغ: قاری محمد اصغر
ناظم نشرواشاعت: حافظ محمد شفیق
خازن: مقصود احمد رحمانی
مرکزی نمائندہ: مولانا محمد حنیف انور

اہم اعلان

اجلاس مجلس عمومی

مجلس تحفظ ختم نبوت کے آئندہ سہ سالہ انتخابات جس میں امیر مرکزیہ اور نائب امیر پر اظہار اعتماد...... اور انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔

۳ر اکتوبر ۱۹۹۷ء بروز جمعہ ۹ بجے جامع مسجد مسلم کالونی ربوہ میں منعقد ہوگا

تمام اراکین مجلس عمومی سے درخواست ہے کہ وقت مقررہ پر شریک اجلاس ہوں یا ۲۵ ستمبر تک اپنی تحریری رائے سے مطلع فرمائیں۔

احتساب قادیانیت جلد دوم

مجموعہ رسائل

شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمتہ اللہ علیہ

عالمی مجلس کے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت نے اکابرین امت کی رد قادیانیت پر نگارشات قلم کو یکجا کر کے احتساب قادیانیت کے نام سے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

احتساب قادیانیت جلد اول جو مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے ۱۷ رسائل پر مشتمل ہے اس کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

اب احتساب قادیانیت جلد دوم شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے رد قادیانیت پر دس رسائل کو یکجا کر کے شائع کیا ہے۔

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے دس رسائل جو احتساب قادیانیت جلد دوم میں یکجا کیے ہیں ان کے نام یہ ہیں:

ختم نبوت' شرائط نبوت' حضرات صوفیاء کرام اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پر مرزائیوں کا بہتان و افتراء' الاعلام بمعنی الوحی و الکشف و الالہام' حیات عیسی علیہ السلام' القول المحکم فی نزول ابن مریم' لطائف الحکم فی نزول ابن مریم مع ظہور مہدی' اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف' دعاوی مرزا' مسلمان کون کافر کون؟

کتاب کے کل صفحات ساڑھے پانچ سو' کاغذ عمدہ سفید' کمپیوٹرائزڈ کتابت' طباعت انتہائی اعلیٰ' ٹائٹل چار رنگ' جلد ڈائی دار مضبوط و خوبصورت' قیمت ڈیڑھ سو روپے =/۱۵۰

احتساب قادیانیت جلد اول ۱۰۰ روپے' احتساب قادیانیت جلد دوم ۱۵۰ روپے

رقم کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے وی پی نہ ہوگی۔

ملنے کا پتہ: ناظم دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان فون نمبر 514122

(نوٹ) مجلس کے تمام مقامی دفاتر سے بھی کتاب دستیاب ہے

فرمانِ کریمؐ ہے ہماری
لا نبی بعدی

ختمِ نبوّت کانفرنس

سولہویں سالانہ

دو روزہ

۲، ۳ اکتوبر ۹۷ء بروز جمعرات، جمعہ
۲۹، ۳۰ جمادی الاوّل ۱۴۱۸ھ

مسلم کالونی ربوہ
صدّیق آباد

زیرِ سرپرستی:

مخدوم المشائخ حضرت مولانا **خان محمّد** صاحب مدظلہ

امیر عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت

علماء، مشائخ
سیاسی قائدین
دانشور اور وکلاء
خطاب فرمائینگے

کانفرنس میں بعد عصر تا مغرب فتنۂ قادیانیت کے متعلق سوال و جواب کی محفل منعقد ہوگی جس میں ہر شخص کو تحریری سوال کرنے کی اجازت ہوگی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب جواب دیں گے۔

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت پاکستان ملتان

فون: ملتان: ۵۱۴۱۲۲
کراچی: ۷۷۸۰۳۳۷